عورتوں
کی
اصلاح کی روشنی



مؤلف

پیر طریقت حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز بیعت)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چرتھاولی

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

عورتوں
کی
اصلاح کی روشنی

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز: حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگرکوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عورتوں کی اصلاح کی روشنی

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

کمپیوٹر و کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳۸

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

☆ قاری عبدالعلام صاحب نزد مدینہ مسجد پورانی سیما پوری (نئی دہلی)

☆ حضرت مولانا ریاض صاحب قاسمی پورانی سیما پوری (نئی دہلی)

☆ قاری مطیع الرحمان صاحب نزد مدینہ مسجد اتوار بازار اگر نگر مبارک پور (نئی دہلی)

☆ قاری عبدالجبار صاحب، کلکتہ، (ویسٹ بنگال)

CONTACT US

KHANQUAH E ASHRAFIA

Maktaba Rahmat E Alam Rahmani Chowk Pali

Ghanshyampur,Dist Darbahnga,Bihar

Quari Abdul Allam:7858876141,Md Nasim 8527986819
Mauna Riyaz S: 7503224827,Abduulah:7654132008
Quari Mutiur Rahman:8882919635,Quari Abdul Jabbar
9674661519,Email: Abdullahdbg1994@gmail.com

فہرست مضامین

مضامین صفحات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہدایات وارشادات کا مقبول اور مؤثر ہونا دو اور دو چار کی طرح روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہر موضوع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات ونصائح نے امت کی ہدایت ورہنمائی میں ہر دور میں عالمی سطح پر نمایا کردار ادا کیا ہے، جس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہئے ۔سب سے بڑی اور خوشی کی بات جو قابلِ صدر شک ہے وہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اور آپؒ کی کتابوں کو جس طرح آج درجۂ قبولیت کاملہ حاصل ہے، اُسی طرح خود آپؒ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی عباقرہ اور معاصر بڑے بڑے علماء کرام کے درمیان بھی یہی امتیاز حاصل تھا اور ان شاء اللہ، اللہ کی ذاتِ عالی وکریمی سے مکمل امید اور توقع ہے کہ صدیوں تک، بلکہ جس دن بساطِ عالم کو لپیٹ دیا جائے گا، اس وقت تک بھی آپؒ کے قیمتی ہدایات، جوہری مضامین اور مفید کتابیں امت کی رہنمائی کا فریضہ ہر زبان اور ہر ملک میں انجام دیتی رہیں گی، اس لئے کہ آپ کو اور آپ کے علوم کو تائید الٰہی اور الہامِ ربانی کی سند ونعمت حاصل ہے جو ہر ایک پر مسلّم ہے۔

زیرِ نظر کتاب جو ''عورتوں کی اصلاح کی روشنی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، کتاب کا ہر صفحہ آپ پر عیاں کرے گا کہ میں ایک ایسے عالی نسب رفیع مرتبت قابلِ صد احترام وعقیدت محبوب الٰہی کا پیغام دلنواز ہوں جس کو اگر تم نے تہہ دل سے قبول کر لیا تو اے انسان! تم بھی اللہ کی نگاہوں میں مقبول ومحبوب ہونے کے ساتھ ساتھ خلقِ خدا کی نگاہوں میں مقبول ہو جاؤ گے۔

اس لئے مردوں کو چاہئے کہ اپنی خواتین تک اس کتاب کو پہنچائیں تا کہ ان کو نفع ہو اور ہدایت مل سکے۔

اور عورتوں سے گزارش ہے کہ اگر واقعۃً دیندار بننا چاہتی ہیں تو ضرور اس کتاب کے مضامین و ہدایات کو بار بار پڑھ کر اپنی اپنی ہدایت کا سامان کریں۔ ناچیز راقم السطور کو یہ یقین ہے کہ جو بھی عورت یا لڑکی اس کتاب کو ہدایت پانے کی نیت سے پڑھے گی، اللہ تعالیٰ ضرور اسے ہدایت عطا کریں گے۔

خواتین کی اصلاح سے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کی مختلف اصلاحی کتابوں سے چند مفید مضامین حوالوں کے ساتھ اخذ وانتخاب کر کے آپ حضرات کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے، اس لئے کتاب پڑھتے وقت یہی تصور رکھیں کہ یہ سب حکیم الامتؒ کے قلم گہر بار کے اصلاحی جواہر پارے ہیں۔

نیک بننا کیا ہے؟ اعمال صالحہ کا اختیار کرنا اور بُرائیوں اور عیوب کو ترک دینا۔ اسلئے آپ ٹھان لیجئے کہ ہم ضرور نیک بنیں گے، اور اپنی اصلاح و ہدایت کے سبق کی روشنی اس کتاب سے ہمیشہ لیتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین قاسمی**

خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور در بھنگہ (بہار)

۲۰/شعبان المعظم بروز دوشنبہ ۱۴۴۴ھ

۞۞۞۞۞

عورت کی اصلاح سب سے زیادہ اس کے شوہر سے ہوگی بشرطیکہ مرد بھی نیکی کا راستہ اختیار کر لے

مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے عورت تو در کنار اور ہے بھی کون جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرض کہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے۔ اسی لیے لکھا ہے۔

اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ۔ (النور ۲۷)

اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے۔ روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔

عورت اندر اندر مرد کے اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے

خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو

چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اُسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے مرد کو چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر۔ اور جیسے اسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لیے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخرکار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ جلد سوم صفحہ ۱۵۶ تا ۱۵۸)

خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ عورت بچوں کی پہلی درسگاہ ہے

اسلام نے عورت کو ایک بڑا مرتبہ عطا کیا اور اُس کی تعلیم کو فروغ دیا، آج عورت کی تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک معتبر سماج کیلئے مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کو علم حاصل کرنے کی تاکید کی ہے چاہے اس کیلئے کیسی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔

کائنات عورت کے وجود کے بغیر نامکمل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں مرد

اور عورت کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ لیکن اسلام سے پہلے عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا، عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو ایک تحفظ دیا اور ایک ایسی قدر عطا کی کہ عورت کو ماں کے قدموں تلے جنّت کا درجہ دیا۔ اسلام نے عورت کو ایک بڑا مرتبہ عطا کیا اور اُس کی تعلیم کو فروغ دیا، آج عورت کی تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک معتبر سماج کیلئے مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔

اسلام نے عورت اور مرد دونوں کو علم حاصل کرنے کی تاکید کی ہے چاہے اس کیلئے کیسی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیئے ہوتے ہیں۔ گاڑی ایک پہیئے پر نہیں چل سکتی یہی حال ہمارے معاشرے کا ہے اس میں مرد اور عورت دونوں کی اہمیت یکساں ہے جب تک دونوں علم حاصل نہیں کریں گے ہم کسی صورت ترقی نہیں کر سکتے۔ عورتوں کی تعلیم جس میں دین و مذہب، اخلاق و کردار کی اصلاح شامل ہوتی ہے جس میں عورت اور حقوق و فرائض کی پہچان سکے۔ بچّوں کی تربیت میں سلیقہ مندی سے کام لے سکیں۔ پرانے زمانے میں عورتوں کی تعلیم پر خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ جوں جوں زمانہ بدلتا گیا عورتوں کی تعلیم پر زور دیا گیا کیونکہ عورت اپنے بچّوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے وہ آگے بڑھ کر قوم کی تخلیق کو ایک نئی شناخت دیتی ہے۔ کسی بھی بچّے کا مستقبل اس کی والدہ کی طرف سے دیئے گئے پیار اور پرورش پر منحصر ہوتا ہے جو صرف ایک عورت ہی کر سکتی ہے۔

اگر ماں تعلیم یافتہ ہے تو اولاد بھی صاحب علم اور مہذب ہوگی کیونکہ بچّے کا زیادہ تر وقت ماں کے قریب گزرتا ہے اس لئے پڑھی لکھی ماں بچّے کے خیالات کو نکھار سکتی ہے، اپنے حقوق و فرائض سے باقاعدہ آگاہ ہوتی ہے اور بچّہ تہذیب یافتہ ماحول میں ڈھل کر مدرسہ جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ عورت اپنے خاندان کی معاشی حالت کو سدھارنے کے لئے کافی مددگار ثابت ہوتی ہے اور صرف اپنے بچوں کی ہی نہیں بلکہ آس پاس کے بہت سارے لوگوں کی زندگیوں کو بھی تبدیل کر سکتی ہے۔ اور ملک کی ترقی میں

بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ایک عورت اپنی زندگی میں بہت سے رشتے نبھاتی ہے۔مثلاً ماں، بیٹی، بہن، بیوی کسی بھی رشتہ میں آنے سے پہلے عورت ملک کی آزاد شہری ہے اسے اپنی خواہش کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے تاکہ وہ اپنے پسندیدہ شعبہ میں کام کر سکے۔تعلیم خواتین کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے اور انہیں خود پر انحصار کرنے میں مدد کرتی ہے۔تعلیم نہ صرف معاشرے میں خواتین کا معیار بلند کرتی ہے بلکہ معاشرے کی تنگ سوچ کو بھی ختم کرتی ہے۔تعلیم نسواں کے بغیر ہم ترقی یافتہ سماج کا خواب نہیں دیکھ سکتے۔خواتین کے ذریعہ ہمارا معاشرہ، مہذب اور بااخلاق اور باسلیقہ ہوتا ہے اس لئے اسلام نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم پر زور دیا ہے۔

ہر کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے

نپولین بونا پارٹ نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ''تم مجھے پڑھی لکھی مائیں دو، مَیں تمہیں ایک بہترین قوم دوں گا۔

ماں کی گود انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ ہر کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ عورت مرد کے شانہ بشانہ چلی ہے، مرد کا کام معاش کو چلانا ہوتا ہے لیکن عورت گھر کے نظام کو اور امورِ خانہ داری اور بچّوں کی صحیح پرورش کرتی ہے۔مرد کی تعلیم صرف مرد کی تعلیم ہے لیکن عورت کی تعلیم سارے خاندان کی تعلیم ہوتی ہے۔تعلیم نسواں سے ایک اچھے خاندان کی بنیاد ہوتی ہے۔اگر لڑکی تعلیم یافتہ ہوگی تو ملازمت کر کے اپنے گھر کا خرچ اٹھا سکتی ہے اور گھر اور گھر کے باہر کی زندگی میں اپنے شوہر کا سہارا بن کر بھی زندگی گزار سکتی ہے۔خواتین و نوعمر لڑکیاں قرآن پاک، دینیات اور اخلاق و اصلاح کی اتنی تعلیم حاصل کرلیں کہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے باقاعدہ آگاہ ہو سکیں جو لڑکیاں تعلیم یافتہ نہیں ہوتی ہیں گو وہ خوبصورت ہی کیوں نہ ہوں انہیں اکثر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اس لئے عورت کو تعلیم سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے۔

اس کے برعکس اَن پڑھ بچّے کے اخلاق وعادات کو نہ سنوار سکتی ہے اور نہ ہی ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہیں۔

خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو تعلیم کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کریں، اُن کے فوائد بتائیں اور انہیں دینی اور دنیاوی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں تاکہ اُن کی بیٹیاں بھی معاشرے میں اپنے بنیادی حقوق کیلئے لڑ سکیں اور اُن سے استفادہ کر سکیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی تعلیم کے ذریعے اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں اور معاشرے میں اتنا وقار، مرتبہ، اور اپنی عظمت کو برقرار رکھ سکیں۔ کیونکہ تعلیم یافتہ خواتین ہی اپنے خاندان اور معاشرے میں خوشحالی اور مثبت تبدیلی لا سکتی ہیں۔ اور ایک جدید معاشرہ تشکیل دے سکتی ہے۔ خواتین کی وجہ ہی سے کائنات میں رنگ ہے۔ (معاشرتی اخلاق ص/۱۷۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواتین کی تعلیم وتربیت اسطرح ہوتی تھی

انسانی معاشرہ مرد وعورت دونوں کی قوتوں، صلاحیتوں اور سرگرمیوں سے تشکیل پاتا ہے، اس میں کسی ایک کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور کسی کی اہمیت کم نہیں کی جا سکتی۔ ایک مہذب، باوقار اور ترقی یافتہ معاشرہ کے لیے لازم ہے کہ اس کے افراد مہذب اور تعلیم یافتہ ہوں، جس طرح کمزور اینٹیں عمارت کی قوت حیات گھٹا کر اسے کمزور بنا دیتی ہیں اسی طرح جاہل افراد بھی اپنے معاشرہ کو پستی اور تنزل سے ہم کنار کر دیتے ہیں کیوں کہ کمزور افراد پر مضبوط معاشرہ کی تعمیر ممکن ہی نہیں۔

اسلامی معاشرہ کی بنیادی خصوصیت اس کے افراد کے ایمان، علم اور سیرت وکردار کی مثالیت ہے۔ اس معاشرہ میں ایمان کا رشتہ علم سے، قدیم معاشرہ کی طرح کٹا ہوا نہیں بلکہ حد درجہ مضبوط اور مستحکم ہے۔ بلکہ اسلامی معاشرہ کی بنیادی ایمان وعلم کے جڑواں نظریہ پر ڈالی گئی ہے۔ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی وہ علم و ایمان کے اس مقدس و مستحکم رشتہ کا اعلان ہے، جس میں عرب کے ناخواندہ معاشرہ میں علم کی شمع روشن کی گئی ہے اور پہلی مرتبہ پڑھنے لکھنے اور علم حاسل کرنے کی اہمیت کا شعور پیدا کیا گیا ہے۔

اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ اسلام کے آنے کے وقت گنتی کے چند لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جن کی تعداد ۲۴ سے زیادہ نہیں تھی۔ صرف ۲۳ سال کے اندر وہ کیسے دنیا کی علمی امامت کے منصب پر فائز ہو گئے، تو سراغ یہ ملے گا کہ علم اور تعلیم کی اہمیت کا احساس پیدا کرنا اور بلا امتیاز و تخصیص معاشرہ کی ہر صنف اور ممبر کو زیور علم سے آراستہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی مشن کا بنیادی حصہ ہے۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ **بعثت معلما** میں اللہ کی طرف سے معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، تو گویا آپ علم کی وراثت کو سند اعتبار اور تحصیل علم کو انسانی معاشرہ کی شاہ کلید بنا دیتے ہیں۔

دنیا کے سارے مذاہب کا زور عبادت، ریاضت، مشقت اوراد و وظائف پر ہے، مگر تعلیمات نبوی کی خصوصیت یہ ہے کہ ان سب کے مقابلے میں علم کی فضیلت اور اہمیت کو محسوس کرایا گیا ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت گزار پر عالم کی فضیلت دوسرے ستاروں پر چودھویں کے چاند جیسی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دنیا کے دوسرے مذاہب نے علم کو مردوں کی میراث بنا کر پیش کیا ہے کیوں کہ ان کی نظر میں عورت کسب فضیلت اور کمال کی مستحق نہیں۔ مگر اسلام نے علم کی روشنی کو مرد عورت ہر دو کے قلب و ذہن تک پہنچایا ہے اور حصول علم میں مرد و عورت کی تخصیص کو تسلیم نہیں کیا ہے، بلکہ مرد و عورت دونوں پر علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمه**۔ (ابن ماجہ کتاب العلم)

ترجمہ: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔''

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیمی نظام پر نظر ڈالئے۔ یہاں تعلیم کے مختلف طریقے اور وسیلے اختیار کیے گئے ہیں اور مرد و عورت دونوں کو یکساں استفادہ کا موقع عطا کیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقے اپنی امت کو تعلیم دینے کے لیے اختیار فرمائے ان میں ابلاغ و ترسیل کے نقطہ نظر سے اہم یہ ہیں۔

☆ مسجد نبوی میں نمازوں کے بعد تعلیم و تلقین، اس میں مرد و عورت سبھی شریک ہوتے تھے۔

☆ جمعہ، عیدین اور حج کے خطبات کے ذریعے عمومی تعلیم و تہذیب، اس میں بھی سبھی شریک ہوتے تھے۔

☆ مجلس خصوصی جو مسجد نبوی یا دوسرے مقامات پر مردوں کے لیے ہوتی تھی۔

☆ ازواج مطہرات کی علمی مجلس جو خاص عورتوں کے لیے ہوتی تھی۔

☆ جنگ اور دوسرے ایسے اسفار جن میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک رہتیں، وہاں بھی عملی تعلیم کا موقع ملتا تھا۔

☆ روزمرہ کے درپیش مسائل جو بلا تکلف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیے جاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے تفصیلی اور تشفی بخش جوابات عطا فرماتے تھے۔

☆ عورتوں کی تعلیم کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی مجلسیں، یہ عورتوں کی درخواست پر خاص ان کے لیے مقرر کی جاتیں۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کو خاص تعلیم و تربیت سے آراستہ فرمانا تاکہ وہ دوسری خواتین کی تعلیم و تربیت میں حاصل کر سکیں۔

☆ بیعت کے مواقع جن میں آپ عورتوں سے اصول دین پر بیعت لیتے اور ان کو بنیادی احکامات سے نوازتے وغیرہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات اور مواعظ کا جو اثر صحابہ کرام پر ہوتا تھا صحابیات اس سے محروم نہ رہتیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے۔ آپ کو ہی خیال گزرا کہ آپ کا خطاب خواتین اچھی نہ سن سکیں۔ لہٰذا آپ نے ازسرنو ان کو خطاب کیا اور ان کو صدقہ کا حکم دیا، چنانچہ عورتیں اپنے پازیب اور انگوٹھیاں صدقہ کرنے لگیں اور بلال اپنے کپڑے میں ان صدقات کو سمیٹنے لگے۔ (بخاری)

روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل میں عورتیں اپنی مشکلات لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتیں اور اپنے سوالات کا جواب حاصل کرتیں، عورتوں کے بعض سوالات ایسے بھی ہوتے جن میں براہ راست اللہ تعالیٰ اپنی آیات نازل کر کے رہنمائی فرماتا۔ مثال کے طور پر خولہ بنت ثعلبہ نے اپنے شوہر اوس کی شکایت کی اور ان کے قصہ ظہار میں استفسار کیا تو جواب میں سورۃ المجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن سے متعلقہ مسئلہ میں ہمارے مسلمانوں کی رہنمائی ہوئی۔

عورتوں کے بعض سوالات طبعی طور پر ان کی نسوانی ضروریات اور مشکلات سے متعلق ہوتے مگر علم کی فرضیت کا احساس ان کی شرم و حیا پر حاوی ہوتا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سارے سوالات کرتیں، چنانچہ حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت انس بن مالک کی والدہ ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ حق بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا، تو کیا عورت کو اگر احتلام ہو تو اس پر غسل کرنا لازم ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں اگر وہ پانی دیکھے، تو ام سلمہ نے اپنا چہرہ ڈھانک لیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر ایسا نہ ہو تو اس سے بچہ کی مشابہت کس طرح ہوتی ہے؟ (بخاری)

عہد نبوی کی عورتیں، بالخصوص انصاری خواتین۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر قسم کی بات پوچھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی تھیں۔ یہ کمال تھا نبی عربی کا کہ آپ نے شرم و حیا اور غیرت کو علم سے وابستہ کر دیا تھا۔ گویا علم حاصل کرنا ہی عورتوں کا زیور قرار پاتا اسی سے شرم و حیا کی دولت وابستہ

ہوئی۔ حضرت عائشہ انصار کی عورتوں کی تعریف کرتی تھیں کہ بہترین عورتیں انصار کی عورتیں ہیں۔ ان کیلئے دین کا علم حاصل کرنے میں حیا رکاوٹ نہیں بنتی۔ (ایضا)

خود حضرت عائشہؓ جب رسول کریم سے کوئی بات سنتیں تو جب تک اس کی جملہ تفصیل نہ سمجھ لیتیں خاموش نہ ہوتیں۔ صحیح احادیث میں حضرت عائشہ کے استفسار کے بہت سے واقعات مذکور ہیں۔

تعلیمات نبوی کی وہ مجلسیں جہاں عورتیں پچھلے حصہ میں موجود ہوتیں، فطری طور پر مردوں کے غلبہ کی وجہ سے بہت سی باتوں کی تفصیل، وضاحت اور تشریح کی محتاج رہتیں ان کی خواہش ہوتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں سے الگ ہو کر کوئی خاص وقت ہمارے لیے مقرر فرماتے جس میں ہم آپ سے پورے طور پر اطمینان سے دین کی تعلیم حاصل کرتے۔ چنانچہ بہ روایت حضرت ابوسعید خدری، عورتوں نے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست کی، آپ کے پاس مرد ہم پر سبقت لے جاتے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے مقرر فرما دیں، چنانچہ آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا۔ آپ اس دن عورتوں سے ملاقات کرتے، ان کو وعظ و نصیحت کرتے اور ان کو احکام عطا فرماتے۔ (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کی خصوصی تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔ قرآن کریم نے بھی ازواج مطہرات کی خصوصی تعلیم و تربیت پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عام عورتوں سے ممتاز قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے اور یاد کرو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معمولات اور سیرت کی عملی تعلیم کے علاوہ بھی ازواج مطہرات کے تزکیہ اور تربیت کے لیے بعض طریقے اختیار فرماتے۔ مثلاً کبھی کبھی آپ رات کو ازواج مطہرات کو یہ کہہ کر

جگاتے اوران کورات کی عبادت اورفکرآخرت کی تعلیم دیتے۔ایک مرتبہ آپ نے ازواج مطہرات کو یہ کہہ کر جگایا،اے حجرہ والیواٹھو! بہت سی خوش لباس عورتیں قیامت میں برہنہ ہوں گی۔(بخاری)

یعنی جو دنیا میں بظاہر لباس میں ہیں مگر ایمان وعمل صالح سے خالی ہیں وہ آخرت میں اللہ کے غضب میں ہوں گی۔ یہ تربیت اس لیے بھی ضروری تھی کہ ازواج مطہرات کو دوسری عورتوں کے لیے نمونہ اور معلمہ بننا تھا۔معلم کومثالی اور آئیڈل ہونا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بھی بیعت لیتے تھے

اسلام پر قائم اور اللہ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے رسول اللہ مرد وعورت دونوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔عورتوں سے جن باتوں پر بیعت لیا کرتے تھے وہ قرآن میں اس طرح مذکور ہے۔

''اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اوراس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے سامنے کوئی بہتان گڑھ کر نہ لائیں گی اور معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لواوران کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی آیت کی تفصیل کے مطابق عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔(بخاری)

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کوایک گھر میں جمع کیا پھر حضرت عمر کوان کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے رسول اللہ کی جانب سے بیعت کریں،جس کی تفصیل مندرجہ بالا آیت میں گزری ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

مذکورہ طریقے وہ تھے جن میں خواتین کو براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ اور علم حاصل کرنے کا موقع ملتا۔ ان کے علاوہ صحابہ کرام کو یہ حکم تھا کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور باندیوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام کریں۔ ان کو دینی احکام سے غافل اور اسلامی تعلیم سے جاہل نہ رہنے دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو دوہرا اجر دیا جائے گا، ان میں ایک وہ شخص ہے جس کے پاس باندی تھی اور اس نے اس کی اچھی تربیت کی اور اچھی تعلیم دی، پھر اسے آزاد کر کے شادی کر لی تو اسے دو اجر ملیں گے۔ (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تربیت کا اثر یہ ہوا کہ صحابہ نے اپنی باندیوں کو تعلیم دینی شروع کر دی۔ آپ نے لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ فرمائی۔ عرب کے معاشرہ میں لڑکیوں کو حقارت سے دیکھنا اور ان سے بدسلوکی کرنا عام تھا۔ آں حضرت نے اس صورت حال کو تبدیل کرنے پر بہت زور دیا۔ بہ روایت ابوسعید خدری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو ادب سکھایا، ان پر رحم کیا اور ان سے حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔'' (مسند احمد)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور ان سے حسن سلوک پر بھی یکساں اجر ہے، مگر آپ نے لرکیوں کی تعلیم وتربیت پر جنت کی بشارت سنائی۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ ایک لڑکے کی تعلیم محض ایک فرد کی تعلیم ہے اور ایک لڑکی کی تعلیم ایک فرد کی نہیں بلکہ ایک خاندان کی تعلیم ہے۔ کیوں بچوں کی تعلیم وتربیت ماں کی گود سے جڑی ہوئی ہے۔ ماں اگر جاہل ہو تو بچے پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

اس انقلابی تعلیم وتربیت کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ عورتیں اسلامی معاشرہ کی تعمیر وتشکیل اور اسلامی علوم کی اشاعت وترویج میں برابر کا کردار ادا کرنے لگیں۔ اسلامی معاشرہ تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوا اور دنیا کی علمی امامت جس سے عزت واقتدار واحترام سبھی کچھ وابستہ ہے مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی۔ عورتوں کا علم وفہم اس درجہ قابل رشک اور معتبر بن گیا کہ وہ بسا اوقات علما، امرا، اور خلفا

کومشورہ سے نوازتیں، ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتیں اوران کوراہ عمل دکھاتیں۔ مشکلات میں ان کی مدد کرتیں اوران کواجتماعی ذمے داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اپنا تعاون پیش کرتیں۔ مثال کے طور پر حضرت عمر فاروق اپنے معمول کے مطابق ایک رات گشت لگا رہے تھے کہ ایک گھر سے کسی خاتون کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنے شوہر کی جدائی میں یہ اشعار پڑ رہی تھی۔

ترجمہ:''رات طویل ہوگئی اوراس کا کنارہ سیاہ ہوگیا، میرا محبوب نہیں ہے کہ میں اس سے دل لگی کرتی، قسم اللہ کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو اس بشر کے پہلوحرکت میں آجاتے۔''

حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو اپنی صاحب زادی زوجہ رسول حضرت حفصہ کے پاس گئے اور پوچھا ایک عورت اپنے شوہر کی جدائی کتنے دنوں برداشت کرسکتی ہے تو انھوں نے جواب دیا چار یا چھ ماہ۔ تب حضرت عمر نے فیصلہ کیا کہ میں کسی بھی لشکری کواس سے زیادہ نہیں روکوں گا۔'' (طبقات الشافعیہ)

حضرت ابوبکر کی صاحب زادی زوجہ رسول حضرت عائشہ سے نہ صرف عام صحابہ دین کی تعلیم حاصل کرتے بلکہ وہ اپنی سماجی اور سیاسی معاملات میں بھی صحابہ کرام کی رہنمائی بھی فرماتیں۔ بہت سے جلیل القدر صحابہ کی علمی دینی اورسماجی اصلاحات بھی انھوں نے کیں۔ بہت سی غلط فہمیاں جوعلمی لحاظ سے نقصان دہ تھیں ان کو دور کرنے کا سہرا حضرت عائشہؓ کے سر رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ کی علمی دینی اصلاحات کا تذکرہ مختلف کتب حدیث میں لکھا اور بکھرا ہوا ہے، مگر علامہ بدر الدین زرکیتی نے الاجابہ لایراد الاستدرکنہ عائشہ علی الصحابہ میں اوران کے پدر علامہ جلال الدین سیوطی نے عین الاصابہ استدراک حضرت عائشہ علی الصحابہ میں ان کو جمع کردیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم نبوی نے ان خواتین کوکس قدرعلم وفہم میں مستحکم بنادیا تھا کہ جن مسائل کی کنہ تک صحابہ کرام نہ پہنچ سکے وہاں حضرت عائشہ کی رہنمائی کام آئی۔

حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی حدیث مشکل معلوم ہوتی تو ہم حضرت عائشہ سے پوچھتے اوران کواس کا علم ہوتا۔ (موطا امام مالک تعلیم، ص ۹۵۴)

اسی طرح دوسری صحابیات کی عقل وفہم اور اصابت رائے سے صحابہ کرامؓ کے استفادہ کا تذکرہ ملتا ہے، ازواج نبی کے علاوہ شفا بنت عبداللہ جن سے حضرت عمر مشورہ لیتے اور عمرہ بنت فاطمہ جن کے گھر حضرت عمر کی شہادت کے وقت خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجلس شوری بیٹھی، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

غرض کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا نظام مردوں سے کچھ کم نہ تھا، نہ مواقع کم تھے اور نہ تعلیم کے معیار ومقدار میں کوئی کمی برتی گئی۔ اس زمانے میں باقاعدہ مدرسہ کا رواج نہ تھا۔ اگر مردوں کے لیے کوئی مدرستہ قائم کیا جاتا تو نبی رحمت لازما عورتوں کے لیے الگ مدرسہ قائم کرتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر صفہ مسجد نبوی میں مردوں کی درس گاہ تھی تو نبی عربی کا گھر عورتوں کی درس گاہ تھی۔

عورت کا اپنے سر کے بالوں کو کوہان نما بنانا

عورت کے لیے بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر کوہان نما جوڑا باندھنا جائز نہیں ہے، حدیثِ مبارک میں اس پر وعید وارد ہوئی ہے کہ ایسی عورت کو جنت کی خوش بو بھی نصیب نہیں ہوگی۔ تاہم اگر کسی نے اس طرح جوڑا بنایا اور نماز کی حالت میں وہ بال ڈھکے ہوئے تھے تو نماز کا فرض ادا ہو جائے گا، اور اگر چوتھائی حصہ سے زیادہ بال کھلے ہوئے ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی۔

چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (اور نہ میں دیکھوں گا) ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی مانند کوڑے ہوں گے جس سے وہ (لوگوں کو ناحق) ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر حقیقت میں ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی

طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے، ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی بو پائیں گی حالانکہ جنت کی بو اتنی (یعنی مثلاً سو برس) دوری سے آتی ہے۔" (مسلم)

اس حدیث کی تشریح میں صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں:

"ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنی چوٹیوں کو جوڑے کی صورت میں سر پر باندھ لیتی ہیں اور جس طرح بختی اونٹ کے کوہان فربہی کی وجہ سے ادھر ادھر ہلتے رہتے ہیں، اسی طرح ان کے سر کے جوڑے بھی ادھر ادھر ہلتے رہتے ہیں۔ اس حدیث میں عورتوں کے جس خاص طبقہ کی نشان دہی کی گئی ہے اس کا وجود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا، بلکہ یہ آپ کا معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے زمانہ میں اس قسم کے عورتوں کی پیدا ہونے کی خبر دی"۔

کونسی عورت اچھی ہے؟

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی عورت بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت جب خاوند اس کی طرف نظر اٹھائے تو خاوند کو خوش کر دے، جب وہ کوئی حکم دے تو اس کا حکم بجالائے، اپنی ذات اور خاوند کے مال میں خاوند کی مرضی کے خلاف ایسا کام نہ کرے جو اس کے خاوند کو ناپسند ہو۔ (نسائی)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس اس وقت گئی جب انکے والد حضرت ابوسفیان بن حربؓ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق یا کسی اور چیز کی ملاوٹ کی وجہ سے زردی تھی اس میں سے کچھ خوشبو لونڈی کو لگائی پھر اسے اپنے رخساروں پر مل لیا، اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو

کے استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اسکا سوگ) چار مہینے دس دن ہے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے شوہر کا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی ماں کا ہے۔ (مستدرک حاکم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی کوتاہیوں سے درگذر کا حکم دیا

نہ صرف یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاؤ کا حکم دیا؛ بلکہ اس کی کمی کمزوری اور خاص مزاجی کیفیت کی وجہ سے پیدا ہونے والی تکالیف کو انگیز کرنے کی بھی تاکید فرمائی:

اسی کو اللہ عزوجل نے یوں فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ شَيْئاً فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْراً كَثِيْراً ۔(النساء:۱۹)

اوران عورتوں کے ساتھ حسن وخوبی سے گذر بسر کرو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر بڑی منفعت رکھ دے۔

اسی کو ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت کو اس لیے مبغوض نہ رکھے کہ اس کی کوئی عادت ناگوارِ خاطر ہے؛ اس لیے کہ اگر ایک عادت ناپسند ہے تو ممکن ہے کوئی دوسری عادت پسند آجائے۔

(مسلم: باب الوصیہ بالنساء، حدیث: ۱۴۶۹)

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ خصوصیت سے رحم وکرم کا معاملہ فرمایا، اس کی صنفی نزاکت کو ملحوظ رکھ کر اس کے ساتھ رحم وکرم کرنے کا حکم دیا، اس پر بار اور مشقت ڈالنے سے منع فرمایا، اس پر بے جا سختی سے روکا؛ اس کو قعر مذلت سے نکال کر عزت ووقار کا تاج پہنایا، ماں، بہو، ساس، بیوی وغیرہ کی شکل میں اس کے حقوق عنایت کیے، اس کی تعظیم واکرام کا حکم کیا، اس کی پرورش وپرداخت اور اس کی نگرانی اور دیکھ بھال کو جنت کا وسیلہ اور ذریعہ فرمایا، یہ صنف نازک کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کریم کا طرز وعمل تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ فرمائی اور فضیلت بیان فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رحم وکرم نہ صرف ازواج کے ساتھ مخصوص تھا؛ بلکہ پوری صنف نازک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین برتاؤ کا حکم کیا، قبل از اسلام عرب میں لڑکیوں ں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا، لڑکی کی پیدائش کو باعث ننگ وعار باور کیا جاتا، جیسا کہ قرآن مجید نے خود اس کی منظر کشی کی ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ"۔ (سورۃ النحل:۵۸)

جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس برائی کی خوشخبری کے سبب سے جو اسے دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف عورت کو جینے کا حق دیا اور اس کو معاشرہ میں بلند مقام عطا کیا؛ بلکہ عورت کے وجود کو خیر وبرکت کا باعث اور نزول رحمت کا ذریعہ اور اس کی نگہداشت اور پرورش کو دخولِ جنت کا ذریعہ بتایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں، پھر جب تک وہ اس کے پاس رہیں یا یہ ان کے پاس رہے اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ دونوں بیٹیاں اس کو ضرور جنت میں داخل کرا دیں گی۔ (ابن حبان: باب ماجاء فی الصبر والثواب، حدیث: ۲۹۴۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے داخل ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ یہ ارشاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

(ترمذی: باب ماجاء فی النفقہ علی البنات والاخوات، حدیث: ۱۹۱۴)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ان بیٹیوں کے کسی معاملہ کی ذمہ داری لی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔ (بخاری: باب رحمۃ الولد، حدیث: ۵۹۹۵)

عورتوں سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے۔ اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے۔ اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے۔ تو ایسی عورت جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ علی فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی پہنچاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

پھر اس شخص نے عرض کیا کہ فلانی عورت نفل نماز میں اور روزے اور خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔ (ماخوذ از بہشتی زیور ج ۸)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو! میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے عورتوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا تم پھٹکار سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو (یعنی لعن طعن کرتی ہو، کوستی ہو) اور شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہو۔ اور اس کی دی ہوئی چیزوں کی بہت ناقدری کرتی ہو۔

(بہشتی زیور میں یہ حدیثیں مشکوۃ شریف و کنز العمال سے ماخوذ ہیں)

(۵) حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں۔

(یعنی عورتوں نے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ) مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج وعمرہ اور اسلامی سرحد کی حفاظت کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کا لحاظ رکھنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال کے برابر ہے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت پر اللہ کی رحمت نازل ہو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سب عورتوں سے اچھی وہ عورت کہ جب شوہر اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش کر کے اس کی مخالفت نہ کرے۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو جنت میں جو حور اس شوہر کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے وہ تیرے پاس مہمان ہے جلد ہی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آئے گا۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی عزت آبرو کے بارے میں پارسا ہو اور اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اس عورت کو پسند کرتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ تو محبت اور لاگ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

تم ایسا لباس مت پہنو جس میں ننگی نظر آؤ

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی عورتیں جن کو میں نے دیکھا نہیں میرے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گی کہ کپڑے پہنے ہوں گی اور ننگی ہوں گی۔ یعنی نام کو بدن پر کپڑا ہوگا۔ لیکن کپڑا اس قدر باریک ہوگا کہ تمام بدن نظر آئے گا۔ اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دے کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی کہ جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نصیب نہ ہوگی۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت زیور دکھلاوے کے لئے پہنے گی (قیامت میں) اسی سے اسکو عذاب دیا جائے گا۔

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ

فلانی عورت ہے جو اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے۔ وہ اونٹنی چلنے میں کمی کرتی ہوگی۔ اس عورت نے چلا کر کہہ دیا ہوگا تجھے خدا کی مار ہو (لعنت ہو) جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کو سنے اور لعنت کرنے کی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کو اور اس کے سامان کو اس کی اونٹنی پر سے اتار دو۔ یہ اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح اور تنبیہ کے واسطے ایسا فرمایا کہ جس چیز کو کام میں لاتی ہے اسی کو لعن طعن کرتی ہے۔

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت نے بخار کو برا کہا آپ نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو! اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بیان کر کے رونے والی عورت (یعنی نوحہ کرنے والی اور چیخ کر چلا کر رونے والی عورت) اگر توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز اس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر کرتہ کی طرح ایک روغن لپیٹا جائے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے۔ اور کرتہ ہی کی طرح پورے بدن میں خارش بھی ہوگی یعنی اس کو دو طرح کا عذاب ہوگا۔ خارش سے پورا بدن نوچ ڈالے گی اور دوزخ کی آگ لگے گی وہ الگ۔ سے آئی ہوئی چیز کو حقیر سمجھتی ہیں، طعنہ دیتی ہیں۔

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسی اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ: بعض عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گھر سے آئی ہوئی چیز کو حقیر سمجھتی ہیں، طعنہ دیتی ہیں۔

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا

جس نے اسکو پکڑ کر باندھا تھا۔ نہ اس کو کھانے کو دیا نہ اسکو چھوڑا۔ یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی۔

فائدہ:۔اسی طرح جانور پال کر اس کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے۔

(۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض مرد اور عورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو شریعت کے خلاف وصیت کر کے دوزخ کے قابل ہو جاتے ہیں (مثلاً یہ کہ فلاں وارث کو اتنا مال دے دینا)۔

تنبیہ:۔وصیت کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے کبھی اس کے خلاف نہ کرے۔ (بہشتی زیور ص ۶۳ تا ص ۶۹ ج ۸)

قرآن پاک میں عورتوں کی اصلاح پر بھی بہت زور دیا گیا ہے

جس طرح نفقات حسیہ (نان نفقہ) کے ذریعہ سے بیوی اور اولاد اور متعلقین کی جسمانی تربیت ضروری ہے اسی طرح علوم اور اصلاح کے طریقوں سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اس میں بھی قسم قسم کی کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ اس کو ضروری ہی نہیں سمجھتے یعنی اپنے گھر والوں کو نہ کبھی دین کی بات بتلاتے ہیں نہ کسی برے کام پر ان کو روک ٹوک کرتے ہیں۔ بس ان کا حق صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ ان کو ضروریات کے مطابق خرچ دے دیا اور سبکدوش ہو گئے۔ حالانکہ قرآن مجید میں نص صریح ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً۔

اے ایمان والو اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ۔ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے ورنہ انجام دوزخ ہوگا۔

اور حدیث صحیح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے قیامت کے روز ہر ایک سے اسکے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (اصلاح انقلاب ص ۱۹۵ ج ۳ ۲ حیاۃ المسلمین ص ۷۱)

ایک حدیث میں ہے: أَخِفْهُمْ فِي اللهِ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُم عَصَاكَ۔ (متفق علیہ)

یعنی گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو اور تنبیہ کے واسطے ان سے ڈنڈے کو ختم نہ کر دو لے۔

عورتیں اپنے اخلاق کی اصلاح ضرور کریں

ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں۔ ان کو اپنی اصلاح کرانا نہایت ضروری ہے۔ اور یاد رکھو بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کارآمد نہیں۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے۔ راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں (پڑوسیوں) کو ستاتی ہے فرمایا هِيَ فِي النَّارُ کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔

اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ زیادہ عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی ہے فرمایا هِيَ فِي الْجَنَّةِ کہ وہ جنت میں جائے گی۔

مگر ہماری عورتوں کا سرمایہ بزرگی آج کل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا۔ اخلاق کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ حالانکہ اگر دین کا ایک جز بھی کم ہوگا تو دین ناتمام (ناقص) ہوگا۔

(اصلاح انقلاب اصلاح النساء ملحقہ حقوق الزوجین ص ۱۹۴)

عورتوں کی اصلاح وتربیت کیوں ضروری ہے؟

اولاد کی اصلاح کے لئے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی

اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں۔ اور ان پر ماؤں کے اخلاق و عادات کا بڑا اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گو وہ اس وقت بات نہ کر سکے مگر اس کے دماغ میں ہر بات ہر فعل منقش ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے کوئی بات بے جا اور نازیبا نہ کرنی چاہئے۔

بلکہ بعض حکماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ اس لئے لڑکیوں کی تعلیم و اصلاح زیادہ ضروری ہے۔

(التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص ۲۱۶۴ اصلاح انقلاب ص ۱۹۷ ج ۲)

اصلاح و تربیت فرض عین ہے

بعض لوگ تعلیم کو تو سب کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر تربیت کو سب کے لئے ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ تربیت کی ضرورت تعلیم سے بھی اہم ہے۔ درسی تعلیم فرض عین نہیں۔ بہت سے صحابہ علوم درسیہ سے خالی تھے مگر ان پر کبھی اس کو لازم نہیں کیا گیا۔ اور تربیت یعنی تہذیب نفس ہر شخص پر فرض عین ہے۔ تعلیم سے مقصود ہی تربیت ہوتی ہے۔ کیونکہ تعلیم تو علم دینا اور تربیت عمل کرانا ہے اور علم سے مقصود عمل ہی ہے اور مقصود کا اہم ہونا ظاہر ہے۔ بہرحال تربیت تعلیم سے اہم ہے، اس سے قطع نظر کرنے کی اور ضروری نہ سمجھنے کی تو کسی حال میں گنجائش نہیں۔

عورتوں کی اصلاح و تربیت کی اہمیت

زوجین (میاں بیوی) کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت کا سابقہ رہتا ہے اور مرد اپنی مصلحتوں کی وجہ سے قطع تعلق (یعنی اس کو چھوڑنا) پسند نہیں کرتا۔ اور نہ عورتوں کی جہالت کو برداشت کرتا ہے تو یہاں ہمیشہ کے لئے لڑائی جھگڑا کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے جس کے نتائج جانبین کے

حق میں (دونوں طرف) برے سے برے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور دونوں کی زندگی موت سے بھی تلخ (بدمزہ) ہوجاتی ہے۔

اوران سب کا سبب وہی شروع میں اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔ لیکن اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو یہ نہیں کہ ان لوگوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ جب بھی قدرت ہوتب ہی اس کی سعی (کوشش) کرنا ضروری ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ماں باپ یا پرورش کرنے والوں کے ذمہ بچوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہوئی۔ اور شوہر کے ذمہ بیبیوں کی۔ (اصلاح انقلاب ص۲۰۱ ج۲)

عورت قناعت نہیں رکھتی اسلئے پریشان رہتی ہے

مجھ کو عورتوں کی غفلت سے شکایت ہے کہ افسوس ان کو دنیا کی تکمیل کا خیال ہے، دین کی تکمیل کا قطعاً خیال نہیں، میرا مقصود یہ ہے کہ عورتوں کو دین کی تکمیل سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے جیسا کہ ان کو اپنے زیور کپڑے اور مکان کی ضروریات کی تکمیل سے کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی اور وقتاً فوقتاً مردوں سے اس کے متعلق فرمائشیں کرتی رہتی ہیں۔ اور اگر مرد کسی وقت کسی فرمائش کو غیر ضروری بتلاتے ہیں، برتنوں اور مکان کی ضرورتوں کے متعلق اختلاف ہونے لگتا ہے، مرد یوں کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں اور مستورات کے نزدیک ان کی ضرورت ہوتو ایسے موقع پر عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ تم کو ان چیزوں کی کیا خبر تم کو تھوڑی گھر میں ہر وقت رہنا ہے اس کو تو ہم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ اور بعض عورتوں کا تو یہ کہنا صحیح بھی ہوتا ہے کیونکہ واقعی مردوں کو ان ضرورتوں کا پوری طرح علم نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات اس اختلاف کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مردوں میں قناعت کا مادہ عورتوں سے زیادہ ہے۔ مرد تھوڑے سے سامان میں بھی گذر کر لیتا ہے۔ اور عورتوں میں قناعت کا مادہ ہے ہی نہیں ان کی طبیعت میں بکھیڑا بہت ہے۔

ان سے تھوڑے سامان میں گذر ہوتا ہی نہیں جب تک سارا گھر سامان سے بھرا بھرا نظر نہ

آئے۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکمیل کا تو اس قدر خیال کہ تھوڑے پر قناعت نہیں ہوتی مردوں سے اختلاف ہونے لگتا ہے دین کی تکمیل کا اس قدر خیال کیوں نہیں اس میں کیوں تھوڑے پر قناعت کر لی جاتی ہے۔ (الکمال فی الدین النساء ص ۴۷)

عورتوں کی اصلاح کی ذمہ داری مردوں پر ہے

مرد اپنی بیٹیوں کی تو شکایتیں کرتے ہیں کہ ایسی بدتمیز اور ایسی جاہل ہیں مگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ بس یہ اپنی راحت ہی کے ان سے طالب ہیں اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔

عورتوں کی تو خطا ہے ہی مگر ان کی بے تمیزی میں مردوں کی بھی خطا ہے کہ یہ ان کے دین کی درستی کا اہتمام نہیں کرتے اور ان کے دینی حقوق کو تلف کرتے ہیں۔

ہم بیبیوں کی شکایت تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بیبیوں کا کون سا حق ادا کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک حق یہ تھا کہ ان کے دین کا خیال کرتے۔ ان کو احکام الٰہیہ بتلاتے۔

دوسرا حق یہ تھا کہ معاشرت میں ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے باندیوں اور نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرتے مگر ہم نے سب حقوق ضائع کر دیے۔ افسوس ہم دنیوی حقوق تو کیا ادا کرتے دینی حقوق پر بھی ہم کو توجہ نہیں۔ چنانچہ نہ بیوی کی نماز پر توجہ ہے نہ روزہ پر ان باتوں کو ان کے کانوں میں ڈالتے ہی نہیں۔ یاد رکھو قیامت میں تم سے باز پرس ہوگی کہ تم نے بیوی بچوں کو دیندار بنانے کی کتنی کوشش کی تھی۔

عورتوں کو بھی دیندار بناؤ ورنہ متقی ہو کر بھی تم انہیں کے ساتھ جہنم میں جاؤ گے

عورتوں کو دیندار بنانا اور ان کی اصلاح کرنا) مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان سے بھی مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔

اے مسلمانو! اپنی جانوں کو بھی جہنم سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی۔

متقی بن جانا قیامت میں عذاب سے نجات کے لئے کافی نہ ہوگا اگر کوئی مرد خود متقی بن جائے اور اپنے گھر والوں کے دین کی خبر نہ لے تو خدا تعالیٰ اس کی عورتوں کے ساتھ اس کو بھی جہنم میں بھیج دیں گے۔ تنہا اس کا متقی بن جانا قیامت میں عذاب سے نجات کیلئے کافی نہ ہوگا۔ (حقوق البیت ص ۴۶ ۲ الکمال فی الدین للنساء ص ۱۰۲ ۳ حقوق الزوجین ص ۳۵)

گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کا مطلب یہ ہی ہے کہ ان کو تنبیہ کرو، بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا نہ مانے تو ہم کیا کریں، سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا، کھانا ضروری فیشن ضروری، مگر غیر ضروری ہے تو دین ہے۔ (اصلاح انقلاب ص ر ۲۰۲، ج ۲)

عورتیں روزہ رکھنے میں مردوں کو ہرا دیتی ہیں مگر غیبت سے روزہ خراب کر لیتی ہے

عورتوں کو روزہ دشوار نہیں اس میں وہ ماشاءاللہ مردوں سے بھی زیادہ آگے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں روزے بہت رکھ لیتی ہیں مگر نماز سے ان کی جان نکلتی ہے اور روزہ رکھنے میں عورتوں کا زیادہ کمال بھی نہیں بلکہ ایک طبی راز ہے وہ یہ کہ ان میں رطوبت و برودت کا غلبہ ہے سرد مزاج والے کو بھوک پیاس کم لگتی ہے اس لئے ان کو روزہ آسان ہے۔

دوسرے ان کو کھانے کے اندر مشغولی رہتی ہے اپنے ہاتھ سے سب چیزیں پکاتی ہیں خوشبو سونگھتی رہتی ہیں اس سے بھوک کم ہو جاتی ہے صرف پیاس کی تکلیف رہ گئی اس کی سہار بھی ان کو مشکل نہیں کیونکہ اول تو وہی برودت ورطوبت پیاس کو روکتی ہے دوسرے یہ دن بھر گھر ہی میں رہتی ہیں کہیں دھوپ میں آنے جانے کا ان کو کام نہیں پڑتا۔

رہا یہ کہ کھانے پکانے میں آگ کے سامنے بیٹھنا پڑتا ہے تو اکثر عورتیں جو روزہ دار ہوتی ہیں وہ اپنے ہاتھ سے کم پکاتی ہیں ان کے آگے خدمت کرنے کو نوکرانیاں موجود ہوتی ہیں۔اور جن کو خود کام کرنا پڑتا ہے وہ یہ ترکیب کرتی ہیں کہ پہلے سالن کی ہانڈی تیار کر لیتی ہیں سالن پکانے میں آگ کے سامنے جم کر نہیں بیٹھنا پڑتا۔

ایک دفعہ آگ جلادی ہانڈی رکھ دی اور چلتے پھرتے پکالی پھر جب عصر کا وقت ہو گیا گرمی کم ہوگئی جلدی جلدی پندرہ بیس منٹ میں روٹی پکالی۔اس لئے ان کو کھانا پکانے میں زیادہ دقت نہیں ہوتی۔

تیسری وجہ روزہ کی سہولت کی یہ ہے کہ عموماً عورتوں کو کھانے کی حرص کم ہوتی ہے۔ان کو عمدہ کھانا مرغوب نہیں ہوتا۔بس ان کی ہانڈی صرف مردوں (اور بچوں) کے خاطر پکتی ہے اگر کبھی مرد گھر پر نہ ہوں تو یہ چٹنی پیس کر ہی گذر کر لیتی ہیں۔جب یہ اپنے نفس کو مارتی ہیں تو رفتہ رفتہ ان کی بھوک بھی مر جاتی ہے۔اس لئے روزہ میں ان کا کمال نہیں اس میں تو مردوں کا کمال ہے کہ ہاؤ ہپ (کھانے میں بہت تیز) ہیں پھر روزہ رکھتے ہیں مگر افسوس کہ اب مردوں نے روزہ رکھنے میں ہمت ہار دی۔

پس میں عورتوں سے یہ تو نہیں کہتا کہ وہ روزہ نہیں رکھتیں ہاں روزہ میں غیبت سے بچنے کو ضرور کہوں گا۔کیونکہ ان کا روزہ غیبت سے بہت کم پاک ہوتا ہے، جب ان کو روزہ میں کھانا پکانے کا مشغلہ کم ہوتا ہے تو آپس میں محفل جما کر بیٹھتی ہیں اور تیری میری غیبت شکایت میں روزہ برباد کرتی ہیں یوں تو غیبت ہر حال میں حرام ہے مگر روزہ کی حالت میں اس کا گناہ زیادہ ہے۔جیسے زنا کرنا حرام ہے اور مکہ معظّمہ میں کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ زمان ومکان کے شرف سے جس طرح طاعات کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسی طرح معاصی کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

بعض پان کھانے والی عورتیں یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ سحری میں منھ کے اندر پان دبا کر سو رہتی ہیں اگر صبح تک منھ میں پان رہا تو روزہ نہیں ہوتا اس کی احتیاط بہت ضروری ہے۔(الکمال فی الدین ص ۱۷۰)

روزے میں تو عورتیں بڑی بہادر ہیں چاہے بیماری ہو یا تکلیف ہو اور حکیم بھی افطار (یعنی روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیدے مگر یہ روزہ قضانہیں کرتیں لیکن اس کے ساتھ روزہ میں غیبت بھی بہت کرتی ہیں کیونکہ صبح سے دوپہر تک تو کچھ کام ہوتا نہیں بس بیٹھی ہوئی ادھر ادھر کی باتیں بناتی رہتی ہیں۔

اس لئے ان میں وہ عورتیں (اس وقت) بہت اچھی ہیں جن کو تمبا کو کی عادت کی وجہ سے روزہ بہت لگتا ہے (اگر چہ تمبا کو کھانا بہت برا ہے) کیونکہ وہ روزہ میں ایک طرف کونہ میں سرڈالے پڑی رہتی ہیں۔ان سے بغیر پان کھائے بات تک نہیں ہوسکتی۔تو وہ غیبت وغیرہ سے محفوظ رہتی ہیں۔

بہر حال عورتوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دینے کی ضرورت نہیں اس کو تو عورتیں خود بڑے شوق سے کر لیتی ہیں۔البتہ روزے کے حقوق ادا کرنے کی ان کو تاکید کرتا ہوں کہ فضول گناہ کی باتوں میں روزہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ قرآن پڑھا کریں بزرگوں کی حکایتیں سنا کریں۔اور یہ بھی نہ ہو تو ایک طرف پڑ کر سورہا کریں۔ (بیہقی، حاکم سے بخاری ومسلم)

زکوۃ کے متعلق عورتوں کی غلطی اوراس پر اللہ کی ناراضگی

جس عورت کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوۃ نہ نکالتی ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی گنہ گار ہے۔قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا حضرت اسماء سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنائے؟ اس کی زکوۃ ادا کیا کرو۔ (بہشتی زیور ص ۲۲ ۳ حیوۃ المسلمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوۃ نہ دیتا ہو

قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔ اور جب ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کر لی جائیں گی سے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال ایک بڑے زہریلے گنجے سانپ کی شکل کا بنا دیا جائے گا اور اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں گے خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار برداشت کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا بات ہے۔ (بہشتی زیور ص ۲۳ ج ۳)

اے عورتو! زیور کی زکوٰۃ تم پر فرض ہے

زکوۃ میں عورتیں بہت سستی کرتی ہیں کہ اپنے زیوروں لچکوں کی زکوۃ نہیں دیتیں۔ یاد رکھو! جتنا زیور عورت کو جہیز میں ملتا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کی زکوۃ دینا اس پر واجب ہے اور جو زیور شوہر کے گھر سے ملتا ہے اگر وہ اس نے اس کی ملک کر دیا ہے تو اس کی زکوۃ بھی اس پر واجب ہے۔ اور اگر ملک نہیں کیا (یعنی ان کو مالک نہیں بنایا بلکہ محض پہننے کے واسطے دیا ہے تو اس کی زکوۃ مردوں کے ذمہ واجب ہے۔ ہر سال اپنے زیور کا حساب کر کے جتنی زکوۃ اپنے ذمہ ہو فوراً ادا کر دینا چاہئے۔ اس میں سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے بہت سے غریبوں کو مال نہیں دیا حالانکہ تم ان سے کچھ (کامل) نہیں ہوا کثر غرباء کمالات میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں کہ وہ نمازی بھی ہیں دیندار بھی ہیں پھر بھی جو ان کو خدا نے مال نہیں دیا اور تم کو دیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ خدا نے امیروں (مالداروں) کو اسی واسطے مال دیا ہے کہ وہ غریبوں کو دیا کریں۔ کیونکہ ہر شخص اتنے ہی مال کا حقدار ہے جتنے کی اس کو

ضرورت ہے پھر جس کو خدا نے حاجت سے زیادہ مال دیا ہے وہ جمع کرنے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کو دینے کے واسطے ہے جن کو بقدر حاجت بھی نہیں ملا۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں کہ وہ غریبوں کو امیروں کے ہاتھ سے دلوانا چاہتے ہیں اس قاعدہ کا تو یہ مقتضی تھا کہ امیروں کو یہ حکم دیا جاتا کہ جتنا مال ان کی ضرورت سے زیادہ ہو سب غریبوں کو دیدیا کریں۔ کیونکہ عقلاً وہ انہی کا حق ہے لیکن یہ خدا کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے سارا مال دینے کا حکم نہیں کیا۔ بلکہ صرف چالیسواں حصہ واجب کیا۔ پھر اس میں بھی کوتاہی کرنا بڑا ظلم ہے۔ (الکمال فی الدین ۱۰۷)

زکوۃ سے تمہیں دینی و دنیوی پریشانیوں سے نجات مل سکتی ہے

مسلمانوں کی زیادہ تر ظاہری و باطنی پریشانی کا سبب افلاس (تنگدستی) ہے۔ اور زکوۃ اس کا کافی علاج ہے۔ اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے (لوگ) محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے، سب سے زیادہ زکوۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ۔ ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب۔

لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ اکثر عورتوں کی عادت زکوۃ نہ دینے کی ہو چکی ہے

اکثر عورتیں زکوۃ نہیں دیتیں کیونکہ روپیہ خرچ ہوگا۔ بعض دفعہ زیور کی زکوۃ نہ مرد دیتا ہے نہ عورت۔ مرد کہتا ہے کہ زیور عورت کا ہے اور عورت کہہ دیتی ہے کہ زیور مرد کا ہے میں کیوں زکوۃ دوں۔ جس کا مال ہے خود دے۔ مگر اس بہانے سے خدا کے یہاں سے نہیں چھوٹ سکتے آخر دونوں میں کسی کا تو ہے ہی۔ بس اسی کے ذمہ زکوۃ ہے۔ اور اگر دونوں کا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی زکوۃ ادا کرے۔

اور اگر واقعی نہ اس کا ہے نہ اس کا تو پھر یہ مال خدا کا ہے اس کو وقف کے مصارف میں کسی مسجد یا مدرسہ میں لگا دینا چاہیئے، یا غریبوں کو بانٹ دینا چاہیئے۔ (حیواۃ المسلمین ص ۱۵۰، ۲ اسباب الغفلہ ص ۸۴ ۳ ملحقہ دین ودنیا)

اے عورتو! اپنے اِن عیوب کو ختم کرلو تا کہ دیندار بن جاؤ

زیادہ افسوس تو اسی بات کا ہے کہ ہم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے اندر کچھ امراض بھی ہیں یا نہیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگوں میں دو مرض بکثرت پائے جاتے ہیں ایک حب مال دوسرے حب جاہ (یعنی مال کی محبت اور عزت اور بڑا بننے کا شوق) گو دونوں کا رنگ مردوں اور عورتوں میں مختلف ہے یعنی مردوں میں حب مال اور حب جاہ کا اور رنگ ہے۔

اور عورتوں میں حب جاہ کا دوسرا رنگ ہے مگر دونوں میں یہی دو مرض زیادہ ہیں، مردوں میں حب جاہ اس رنگ سے ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ اور عورتیں اپنے کو بڑا تو نہیں سمجھتیں مگر اپنے کو بڑا ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ ایسی باتیں اور ایسے طریقے اختیار کرتی ہیں کہ جن سے ان کا بڑا ہونا دوسرے پر ظاہر ہو۔

اسی طرح مال کی محبت کے رنگ میں بھی دونوں مختلف ہیں۔ مردوں کو روپیوں سے زیادہ محبت ہے اور کسی چیز سے اتنی نہیں اسی واسطے اس کے جوڑنے اور جمع کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور عورتوں کو زیور اور کپڑے اور برتن وغیرہ خانگی (گھریلو) سامان سے محبت زیادہ ہوتی ہے کہ رنگ برنگ کے کپڑے ہوں قسم قسم کے برتن ہوں مختلف قسم کے زیور ہوں۔

مگر اس بارے میں مردوں کی سمجھ عورتوں سے اچھی ہے کیونکہ روپیہ ایسی چیز ہے جس سے ہر چیز حاصل ہوسکتی ہے جس کے پاس روپیہ ہے اس کے پاس سب کچھ ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا بدل ہوسکتا ہے اور ہر چیز اس سے حاصل ہوسکتی۔ (خیر الاثاث لاناث ص ۳۴۰)

مرد تو کپڑوں میں پیوند تک لگا لیتے ہیں مگر عورتیں ہیں کہ ان کو نئے کپڑوں بھرے صندوق بھی کافی نہیں ہوتے۔ چاہتی ہیں کہ کپڑوں سے گھر بھر لیں۔ اگر سخت مجبوری (تنگی) ہو تو پیوند بھی

لگالیں گی مگر وسعت میں تو لگاتی ہی نہیں مگر بعض مرد بیچارے ملازم تو ہیں (معمولی تنخواہ کے) مگر بیبیوں کو دیکھو تو بیگم بنی ہوئی ہیں۔ مرد اپنے لئے پیوند لگے کپڑوں کو عیب نہیں سمجھتا۔ مگر عورت غریب کی بھی ہوگی تو اپنے کو ایسا بنائے گی کہ گویا بالکل امیر کی لڑکی یا کسی بڑے آدمی کی بیوی ہے۔ اور یہ سب ساز وسامان اور سجاوٹ شوہر کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانے کی غرض سے ہوتا ہے حالانکہ یہ محض ناسمجھی کی بات ہے دکھانے سے ہوتا کیا ہے کیونکہ آپس میں خاندان والوں کو ایک دوسرے کا حال معلوم ہی ہوتا ہے، کہ اس کی اتنی حیثیت ہے اور اس کی اتنی، پھر دکھانے سے کیا فائدہ۔ یہ مانا کہ عورتوں کے لئے زینت مناسب ہے مگر اس میں اعتدال (حد) سے آگے تو نہ ہو۔

حرص کا مرض سارے گناہوں کی جڑ ہے

حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے اور یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ایسا مرض ہے کہ اس کو ام الامراض (تمام گناہوں کی جڑ) کہنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں اسی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اگر لوگوں میں مال کی حرص نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے۔ پھر ان فسادات کی بھی نوبت نہ آئے۔ بدکاری اور چوری وغیرہ کا سبب بھی حرص ہی ہے۔ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی جڑ تکبر ہے اور تکبر کا سبب بھی ایک درجہ میں حرص ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ بھی حرص کا ایک فرد ہے۔

نااتفاقی کا سبب بھی حرص ہے اور فخر کرنے کا سبب بھی یہی حرص ہے کیونکہ مال ودولت کا دکھانا مال جمع کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ اور مال جمع ہوتا ہے حرص سے، تو حرص کا ام الامراض اور تمام گناہوں کی بنیاد ہونا ثابت ہوگیا۔

حدیث پاک میں آیا ہے۔ حُبُّ الدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی بنیاد ہے۔ دنیا کی محبت ہی کا نام تو حرص ہے، اور عورتوں میں یہ مرض مردوں سے زیادہ ہے۔ (علاج الحرص التبلیغ ص ۴۳ ج ۳)

جب چار عورتیں جمع ہو جائیں تو صبح سے شام تک دنیا کا تذکرہ ہوگا لہذا گناہ بھی ہو ہی جائے گا

عورتوں میں دنیا کی محبت کا بہت غلبہ ہے ان میں زیور اور کپڑے کی حرص بہت زیادہ ہے اور حالت یہ ہے کہ جب چار عورتیں جمع ہو کر بیٹھیں گی تو صبح سے شام تک دنیا ہی کا چرچا رہے گا، دین کا ذکر ہی نہیں آتا عورتیں خود غور کر سکتی ہیں کہ ان کی مجلسوں میں سے کتنی مجلسیں ایسی ہیں جن میں دین کا ذکر ہوتا ہو۔ اور گو دنیا کا زیادہ تذکرہ کرنا بھی مباح ہے جب کہ معصیت کی کوئی بات (غیبت چغلی وغیرہ) نہ کی جائے۔ مگر اس مباح کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے، جو شخص دنیا کے تذکرہ کا مشغلہ زیادہ رکھے گا وہ ضرور گناہوں میں مبتلا ہوگا۔ بزرگوں کا بھی یہی ارشاد ہے اور تجربہ بھی یہی بتلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ زیادہ طاعات میں مشغول رہے۔ مباحات میں بھی زیادہ انہماک نہ کرے۔ اس لئے دنیا کا زیادہ تذکرہ کرنا کہ ساری مجلس میں اول سے آخر تک یہی ذکر ہو یہ معصیت کا مقدمہ (ذریعہ) ضرور ہے۔ اس کا منشاء (سبب) وہی دنیا کی محبت ہے جو سب عورتوں پر (عموماً) غالب ہے۔ اس لئے عورتیں بہت کم دیندار ہوتی ہیں۔ اور جن بعض مقامات کی عورتوں میں دینداری ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان میں دنیا کی محبت کم ہے۔ (ہم الآخرۃ ۵۲۸)

عورتوں میں ہوس اور بلا ضرورت فرمائش کا مرض بہت زیادہ ہے

عورتوں میں چونکہ ناشکری کا مادہ زیادہ ہے اس لئے ان کو تھوڑے سامان پر قامت نہیں ہوتی چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض عورتوں کے پاس سال بھر کے کپڑے موجود ہوتے ہیں جو صندوق میں بھرے رکھے ہیں لیکن پھر بھی کیا مجال ہے کہ پھیری والا بزاز (کپڑے بیچنے والا) ان کے گھر کے سامنے سے خالی گذر جائے۔ جہاں تک بزاز (پھیری والے) کی آواز سنیں گی فوراً اس کو دروازہ پر بٹھلا کر اور کپڑا اپھڑ والیں گی۔

برتن گھر میں ضرورت سے زیادہ ہوں گے مگر پھر بھی ان کی فرمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ غرض ان کو دنیا کی تکمیل کا بہت زیادہ فکر ہے ہر وقت اسی دھن میں رہتی ہیں ان کی ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی۔ زیور کی ہوس کا یہ حال ہے کہ بعض عورتیں سر سے پیر تک لدی پھدی رہتی ہیں مگر پھر بھی بس نہیں اگر نیا زیور نہ بنوائے گی تو پہلے ہی زیور کی توڑ پھوڑ میں روپیہ برباد کرتی رہیں گی۔ آج ایک زیور بڑے شوق سے بنوایا تھا کل کو کسی عورت کے پاس وہی زیور دوسرے نمونہ کا دیکھ لیا تو اب ان کو توڑ پھوڑ کی دھن سوار ہوتی ہے کہ میں بھی اسی نمونہ کا بنواؤں گی۔ (الکمال فی الدین ص ۷۷)

اے عورت! بکھیڑے کا مرض تیرے اندر بہت ہے

عورتوں میں مرنے اور کھپنے (یعنی منہمک ہونے) کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کا ایک کپڑا تیار ہوگا تو اس کے لئے بھی ایک کمیٹی منعقد ہوتی ہے، خالہ دیکھنا گوٹ اچھی بھی ہے یا نہیں، دیکھنا اس پر بیل لگاؤں یا لپ کا لگاؤں کیا اچھا لگے گا۔ اور جو ان سے کہا جائے کہ دنیا بھر کو ایک کپڑے کے واسطے جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو اپنے کو اچھا لگے پہن لو تو یہ جواب دیں گی کہ واہ قاعدہ یہی ہے کہ کھائے اپنی پسند کا اور پہنے دوسرے کی پسند کا۔ نیز عورتوں کا مقولہ یہ بھی ہے کہ پیٹ کا کیا ہے چاہے ڈھیلے پتھروں سے بھر لو مگر کپڑا ہو عزت کا۔ صاحبو! یہ ساری مستیاں اور یہ سارے قاعدے اس واسطے ہیں کہ یہ یاد نہیں ہے کہ ایک دن ہم یہاں نہ ہوں گے۔ (الفانی ص ۲۸۴)

اے عورت! ضرورت سے زائد سامان جمع کرنے کی ہوس چھوڑ دے

گھر میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن سے کبھی کام نہیں پڑتا مگر اس بات کا شوق ہوتا ہے کہ ہمارے گھر میں اتنے برتن اور اتنے پلنگ اور اتنے بستر ہیں۔

اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں۔ باقی ضرورت کی مقدار کی ممانعت نہیں۔ اور اس کا

راز یہ ہے کہ زیادہ تر غیر ضروری چیزیں بھی دل کو پریشان کرتی ہیں، اور جو ضرورت کے موافق ہوان سے پریشانی نہیں ہوتی۔ اور آج کل ہم لوگ زیادہ تر فضول چیزوں ہی کے در پے ہیں۔ انہی کے جمع کرنے میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کی تو یہ حالت ہے کہ یہ تو بے ضرورت بہت سامان جمع کرتی ہیں۔ جو چیز ان کے سامنے سے گذرتی ہے فوراً اس پر ان کی رال ٹپک جاتی ہے۔

ایک عورت نے خود اقرار کیا کہ ہم تو جہنم ہیں جیسے اس کا پیٹ نہ بھرے گا اور **ھَلْ مِنْ مَّزِید**۔ کیا اور زائد ہے کہتی رہے گی، ایسے ہی ہمارا پیٹ بھی (دنیاوی چیزوں سے) نہیں بھرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انہماک سے منع فرماتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری چیزوں میں دل اٹکا ہوا ہے، ہماری جو حالت ہے اس میں تو واقعی ہماری جان بھی مرتے ہوئے اس سامان میں انکی رہے گی (یعنی بہت مشکل اور مصیبت سے جان نکلے گی) خصوصاً عورتوں کی کیونکہ یہ بے ضرورت سامان بہت جمع کرتی ہیں پھر سامان کے بارے میں تو عورتیں ایسی ہیں کہ ہر چیز ان کے لئے دل ربا (بھا جانے والی) ہے!۔ (غریب الدنیا ص ۱۵۰)

ان خصوصیات سے بچنے کا آسان علاج

اس کا علاج یہ ہے کہ ہر شخص اپنے گھر کی چیزوں میں غور کرے کہ روزانہ اس کے استعمال میں کتنی چیزیں آتی ہیں تو معلوم ہوگا کہ دو چار دس یا پانچ چیزوں کے سوا اور تمام سامان ایسا ہے جس کی ضرورت مہینوں برسوں بھی نہیں ہوتی ہے۔ (غریب الدنیا ص ۱۵۴)

جہاں تک ہو سکے (ہر چیز میں) اختصار کرد مثلا ایک عورت پان چھوڑ سکتی ہے وہ پان چھوڑ دے۔ ایک چائے کی عادی ہے جس میں دل اٹکا رہتا ہے حالانکہ اس کو ضرورت بھی نہیں بلکہ محض شوق وتفریح میں پیتی ہے اس کو چاہئے کہ وہ چائے چھوڑ دے۔ جو ایک روپے گز کا کپڑا پہنتی ہے وہ بارہ آنے گز کا سینے لگے اسی طرح تمام اخراجات اور سامانوں میں اختصار کردیعنی قدر ضرورت پر اکتفا کرو۔ پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں۔

ضرورت واسراف کے حدود عمدہ مثال کے ساتھ

یہ ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ اس کو کتنا مکان ضروری ہے۔ کیونکہ لوگوں کے درجات مختلف ہیں اور انہیں درجات کے لحاظ سے ضروریات بھی مختلف ہیں۔ کسی کو ایک حجرہ (کمرہ) آسائش وراحت کے لئے کافی ہوتا ہے اور کسی کو ایک بڑا مکان بھی مشکل سے کافی ہوتا ہے۔ ایک شخص کو زیادہ سردی لگتی ہے وہ لحاف اوڑھتا ہے اور ایک شخص کا جاڑا ہلکی رضائی میں چلا جاتا ہے۔ دونوں کا اسراف الگ الگ ہے ہر شخص اپنی ضرورت کو خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

ہاں ضرورت سے آگے ایک درجہ آرائش کا ہے وہ بھی جائز ہے بشرطیکہ اس میں اسراف اور حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو۔ اور نہ قصد وفخر وعجب کا اختلاط ہو۔ کیونکہ یہ درجہ نمائش کا ہے جو ناجائز ہے۔

اور اسراف کے معنی یہ ہیں کہ منہی عنہ (ناجائز امر) کا ارتکاب نہ ہو اور جو خرچ ہو وہ معصیت میں خرچ نہ ہو۔ اس میں بھی تھوڑی تفصیل ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی شئ ایک شخص کے اعتبار سے اسراف ہوسکتی ہے اور دوسرے شخص کے اعتبار سے اسراف نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص کو دس روپے گز کا کپڑا پہننے کی وسعت ہے اور ایک شخص کو ایک روپے گز کے کپڑے کی بھی وسعت نہیں۔ یہ اگر دس روپے گز کا کپڑا خریدے گا تو ضرور قرض دار ہوگا۔ اب دونوں نے یہ کپڑا خریدا تو جس کو وسعت ہے اس کے لئے تو کچھ نہیں نہ اس پر اسراف کا الزام۔ اور جس نے قرض لیا وہ بے ضرورت گردن پھنسانے سے گنہگار اور اسراف کرنے والا شمار ہوگا۔ کیونکہ بلاضرورت مقروض ہونا گناہ ہے۔

دیکھئے دس روپے گز کا کپڑا پہننا ایک فعل مباح ہے مگر ایک کے لئے گناہ نہیں ہے اور ایک کے لئے گناہ ہے۔ واقع میں تو وہ فعل مباح ہے مگر ایک عارض کی وجہ سے اس کے لئے گناہ کا موجب بن گیا۔ اور وہ عارض بلاضرورت قرض لینا ہے۔ اگر یہ شخص اس قدر قیمتی لباس نہ پہنتا تو بے ضرورت قرض کی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا اس لئے اس کے لئے اتنا اچھا اور قیمتی پہننا بھی گناہ ہے کیونکہ گناہ کا مقدمہ (ذریعہ) بھی گناہ ہوتا ہے۔

عورتوں میں تصنع وتکلف وریاکاری کا عیب دور ہونا چاہئے

اصل مرض اپنے کو بڑا سمجھنا ہے اوراس کی اصل ہے خدا کو بڑا نہ سمجھنا۔ساری خرابی اس کی ہے پس اس کا علاج کرو۔ نیز اس سے ایک اورمرض پیدا ہوتا ہے یعنی زیب وزینت کا خیال۔عورتوں کی پرورش ہی زیب وزینت میں ہوتی ہے۔ان کے اندرایک خاص شان زیب وزینت کی ہوتی ہے جس میں ان کی ساری عقل صرف ہوجاتی ہے آگے علوم وکمالات تک رسائی نہیں ہوتی۔

زینت میں عورتوں کا مزاج یہ ہے کہ خوب زینت کرنا چاہئے۔کوئی مہمان آجائے تو بڑے بڑے سامان ہوتے ہیں پاندان جومہمان کے سامنے ایک مرتبہ گیا تھا دوسری دفعہ پان اس میں نہ جانا چاہئے بلکہ دوسرا پاندان ہونا چاہئے صرف یہ بات ظاہر ہے کرنے کے لئے کہ ہمارے یہاں پاندان اوربھی ہے۔ پھرایک دفعہ تانبے کا ہوتو دوسری دفعہ اسٹیل وغیرہ کا ہو۔اسی طرح اور چیزوں کا اندازہ کر لیجئے۔ روزانہ تو گھرکوڑے سے بھرا پڑا رہتا تھا مہمان آیا تو صاف کیا (صرف دکھلانے کے لئے کہ ہم اس طرح صفائی سے رہتے ہیں)غرض ہر بات میں دکھلاوا ہے۔ ان کا تو مذہب یہ ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔اورکوئی سے مراد ان کی مخلوق ہی ہوتی ہے کاش اللہ تعالیٰ کوبھی اس میں داخل کیا جاتا (یعنی اللہ تعالیٰ کی بھی ناراضگی اور خوشی کا لحاظ کیا جاتا۔(اخیرالاثاث للاناث ص۲۳۲۶)

اسی طرح بناؤ سنگارکر کے کہیں جانے کا سبب محض تکبر ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں بڑا ہوں اس عادت کو بدلیئے کیونکہ بڑا بننے کی عادت بہت بری ہے۔حدیث میں ہے **لا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كبر** یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔(ملفوظات کمالات اشرفی ص۲۸۶)

عورتوں کو ایک اور مرض سے بچنا چاہئے

ایک مرض عورتوں میں یہ ہے کہ جب کہیں یہ محفل میں جاتی ہیں تو سب کے لباس اور زیور کو سر سے پیر تک تاک لیتی ہیں تا کہ دیکھیں کہ ہم سے کوئی زیادہ تو نہیں؟ اور ہم کسی سے گھٹے ہوئے تو نہیں۔ یہ بھی اسی ریا اور تکبر کا شعبہ ہے۔ یہ مرض مردوں میں کم ہے۔ اگر دس آدمی ایک جگہ جمع ہوں تو مردوں میں سے کسی کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کس کا لباس کیسا ہے اسی لئے مجلس سے اٹھ کر وہ کسی کے لباس کا حال بیان نہیں کر سکتے اور عورتوں میں سے ہر ایک کو یاد رہتا ہے کہ کس عورت کے پاس کتنا زیور تھا۔ خوب یاد رکھو اس غرض سے قیمتی لباس وغیرہ پہنا جائز نہیں لے عورتوں کی نگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ کہیں محفل میں جائیں گی، ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فورا نظر پڑ جائے گی۔ (غریب الدنیا ملحقہ دین ودنیا ص ۱۵۶)

اب جب سب کے زیور اور کپڑے دیکھ بھال کر آئیں تو خاوند کو پریشان کرنا شروع کیا کہ ہمیں بھی ایسا ہی بنا کر دو۔ اور غضب یہ کہ اگر وہ زیور جو دوسری کے پاس دیکھا ہے اپنے پاس بھی ہو لیکن دوسرے نمونہ کا ہو تب بھی پریشان کرتی ہیں کہ بھدا بنا ہوا ہے فلانی کا نمونہ اچھا ہے ویسا بنوا دو۔ اب اگر خاوند ہزار کہے کہ اس میں پہلی گھڑائی کا نقصان ہے اور دوسری گھڑائی خواہ مخواہ ذرا سے نمونہ کے واسطے دینی پڑے گی تو ایک نہیں سنیں گی۔

(بہتر طریقہ یہ ہے کہ) پہلی دفعہ (من چاہی) خوبصورت بنوالو۔ پھر جیسا ہو اسی پر اکتفا کرلو۔ بار بار توڑ پھوڑ میں گھڑائی (بنوائی) ضائع ہونے کے علاوہ خود سونا بھی ضائع ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ سنار ہر دفعہ اس میں کچھ نہ کچھ کھوٹ ضرور ملاتے ہیں جس سے دو تین دفعہ میں زیور کی مالیت آدھی رہ جاتی ہے۔ مگر عورتوں کی بلا سے وہ جانتی ہیں کہ مزدور (یعنی شوہر) لالا کر دے گا۔ جو چاہو فرمائش کرلوں۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً خاوند کو رشوت لینی پڑتی ہے تو اکثر رشوت لینے کا سبب یہ عورتیں ہی ہوتی ہیں یہ نہ سمجھیں کہ کمانے میں سارا گناہ مرد ہی کو ہوتا ہے بلکہ یہ بھی اس کے ساتھ عذاب بھگتیں گی۔ (اسباب الغفلۃ ص ۳۸۴)

شیخی کا مرض بھی عورتوں میں بہت ہے

شیخی مذموم اور ممنوع ہے اور یہ ذمیمہ یعنی شیخی بگھارنے کی بری عادت عورتوں کی گویا فطرت میں داخل ہے۔ اٹھنے میں بیٹھنے میں بولنے میں چالنے میں، زیور میں تو ایسا بیٹی کو اپنایا ہے کہ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے۔ زیور بلا باجے کے نہیں پہنیں گی، باجے میں فائدہ یہ ہے کہ کہیں جائیں تو پہلے ہی سے مردوں عورتوں سب کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہو جائے۔ جب کہیں جائیں گی تو ڈولی (رکشہ وغیرہ) سے اترتے ہی گھر میں اطلاع کے لئے کہا جائے گا کہ بیگم صاحبہ آئی ہیں۔ وہاں پہونچ کر ایسی جگہ بیٹھیں گی کہ سب کی نظر ان پر پڑے، ہاتھ کان ضرور دکھلائیں گی۔ ہاتھ کسی کام میں گھرا ہو تب بھی کسی بہانے سے نکالیں گی، اور کان گوڈھکے ہوئے ہوں مگر گرمی کے بہانے سے کھول کر ضرور دکھلائیں گی کہ ہمارے پاس اتنا زیور ہے۔ اور اگر کوئی عورت مہذب ہوئی اور بہشتی زیور پڑھی ہوئی ہے اور دکھاوے اور شیخی کی مذمت ان کو یاد ہوئی تو خدا سلامت رکھے باریک کپڑوں کو کہ وہ ان کے بلا ارادہ سب بناؤ سنگار کو دکھلا دیتے ہیں۔ اور اگر کسی کی نظر نہ بھی پڑے تو کھجلی اٹھا کر کان تو دکھائی دیں گی جس سے اندازہ کیا جائے کہ جب اتنا زیور ان کے کانوں میں ہے تو گھر میں تو نہ معلوم کتنا ہوگا۔ چاہے گھر میں خاک نہ ہو یہ گناہ تو ہاتھ پیر سے گئے، پھر وہیں بیٹھتے ہی سوائے غیبت کے اور کوئی دوسرا مشغلہ ہی نہیں۔ ان عورتوں کی شیخی کے دو موقعے ہوتے ہیں ایک خوشی کا ایک غمی کا انہی دو موقعوں میں اجتماع ہوتا ہے! (التبلیغ ص ۹۰ ج ۴ دواء العیوب)

عورتوں کو ایسا غلو ہوا ہے کہ اس تصنع (شیخی اور دکھلاوے) کے اہتمام میں خاوند کی اچھی آمدنی بھی ان کو کافی نہیں ہوتی۔ اور سب آمدنی لے کر مردوں کو بے وقوف بنانا چاہتی ہیں۔ جو مرد ان کی مرضی کے موافق چلے اور ان سے حساب و کتاب نہ لے اور آنکھ بند کر کے خرچ کرنے دے وہ ان کے نزدیک بہت اچھا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر فخر کرتی ہیں کہ میرے میاں تو ایسے ہیں دے کر پوچھتے

ہی نہیں کہ کہاں خرچ کیا جو مرد احمق (بے وقوف) ہو وہ ان کے نزدیک اچھا ہے اور جو منتظم ہو اور دیکھ بھال کر خرچ کرے تو اس کو کہتی ہیں کہ ہمارے میاں تو بڑے جلاد ہیں بڑے ظالم ہیں کیا مجال ہے ہم پیٹ بھر کر بھی کھالیں ہم تو اس کے راج میں کھانے پینے کو بھی ترس گئے۔ غرض ان کو ریا شہرت اور تفاخر میں آزاد چھوڑ دو جب تو خیر ہے، ورنہ پھر ان کا منہ سیدھا نہیں۔

اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں کس قدر عیب والی ہیں جن کو دنیا کے عقلاء نے بھی عیب کہا ہے، کسی اخلاقی کتاب کو اٹھا کر دیکھئے یہی لکھا ہوگا کہ ان عیبوں سے بچو۔ مگر یہ عیب ایسے جمے ہوئے ہیں کہ عورتوں کی کوئی بات بھی ان سے خالی نہیں ان کا رات دن فخر کرنے (اور شیخی بگھارنے) ہی میں گذرتا ہے، خاوند پر فخر، مکان پر فخر، جائداد پر فخر نسب پر فخر، جب پڑھی لکھی اور دیندار عورتوں تک میں تفاخر (شیخی) اس طرح رچا ہوا ہے تو دنیا والوں میں کیوں نہ ہو، اسی طرح عورتوں کو بار بار کپڑے بدلنا اور اسی میں گھنٹوں وقت صرف کرنا یہ بھی فخر کے لئے کرتی ہیں) غرض ہر کام میں شیخی اور تفاخر موجود ہے۔ عورتوں میں زیادہ مردوں میں کم۔ (دواء العیوب التبلیغ ص ۹۶ ج ۴)

شیخی اور تکبر وریاکاری سے بچنے کی عمدہ تدبیر

شیخی سے بچنے کے لئے ایک ترکیب میں نے مردوں کو سکھلائی ہے گو عورتیں اس سے بہت خفا ہوتی ہیں مگر وہ شیخی کا علاج ہے (بڑی اور سمجھدار عورتوں کو چاہئے کہ اس کا رواج ڈالیں) وہ ترکیب یہ ہے کہ عورتوں سے یہ تو مت کہو کہ آپس میں جمع نہ ہوں یہ تو ہونا مشکل ہے اور اس میں وہ معذور بھی ہیں **اَلْجِنْسُ یَمِیلُ إِلَی الْجِنْسِ** جنس کا میلان اپنی جنس ہی کی طرف ہوتا ہے۔ عورتوں کا دوسری عورتوں سے ملنے کا بھی تو جی چاہتا ہی ہے اس لئے اس میں تو سختی نہ کرو مگر یہ کرو کہ کہیں جاتے وقت کپڑے نہ بدلنے دیا کرو۔ اس کے لئے مردانہ حکومت سے کام لو۔ اور جب کہیں جائیں تو سر پر کھڑے ہو کر مجبور کرو کہ کپڑے نہ بدلنے پائیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ گھر میں تو بھنگنوں اور ماماؤں (نوکرانیوں) کی طرح رہیں اور ڈولی (رکشہ) آتے ہی بن سنور کر بیگم صاحبہ بن جائیں۔ ہر چیز کی کوئی غرض اور غایت ہوتی ہے کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہنے کی غرض غایت کیا صرف غیروں (اور دوسروں) کو دکھانا ہے۔ تعجب ہے کہ جس کے واسطے یہ کپڑے بنے اور جس کے دام لگے اس کے سامنے تو کبھی نہ پہنے جائیں اور غیروں کے سامنے پہنے جائیں۔ حیرت ہے کہ شوہر سے کبھی سیدھے منھ نہ بولیں کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسروں کے گھروں میں جائیں تو شیریں زباں بھی بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک بڑھے چڑھے پہن کر جائیں۔ کام آویں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے، یہ کیا انصاف ہے۔ یہ باتیں ذرا شرم کی سی ہیں مگر اصلاح کے لئے کہی جاتی ہیں۔ (دواء العیوب التبلیغ ص ۹۳۔۹۱ ج ۴)

الغرض مردوں سے میں کہتا ہوں کہ ان کی شیخی منانے کی یہ تدبیر کرو کہ کہیں جاتے وقت ان کو کپڑے نہ بدلنے دو۔ اور عورتیں بھی سن لیں کہ اگر کپڑے بالکل ہی میلے ہیں تو خیر بدل او وہ بھی سادے ورنہ ہرگز نہ بدلو۔ سیدھے سادے کپڑوں میں مل آیا کرو۔ ملنے سے جو غرض ہے وہ اس صورت میں بھی حاصل ہوگی۔ اور اخلاق کی درستگی کے علاوہ ذرا کر کے دیکھو تو اس کے فوائد معلوم ہوں گے۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ اس میں ہماری حقارت ہوگی تو ایک جواب تو اس کا یہ ہے کہ نفس کی تو حقارت ہونی ہی چاہئے۔

اور دوسرا تسلی بخش جواب یہ ہے کہ جب ایک بستی کی بستی میں یہ رواج ہو جائے گا کہ سیدھی سادی طرح سے مل لیا کریں تو انگشت نمائی اور تحقیر بھی مندر ہے گی اور کیوں بیبیو! اگر ایک غریب عورت جو مزدور کی بیوی ہے وہ کہیں ٹھاٹ باٹ سے (بن سنور کر زیور سے آراستہ ہو کر) جاتی بھی ہے لیکن عورتوں کو تو اس کے گھر کی حالت معلوم ہے وہ تو یہی کہیں گی کہ میموری مانگے کا کپڑا اور زیور پہن کر آئی ہے اس پر اتراتی ہے۔

عورتوں کے تکبر اور حب دنیا کا علاج

(۱) عورتوں کو چاہئے کہ عمدہ کپڑا پہن کر کہیں نہ جائیں۔ جہاں جائیں انھیں کپڑوں میں چلی جائیں جو پہلے سے پہنے ہوئے ہوں۔ اس طرح کرنے سے تکبر ٹوٹ جائے گا۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ جہاں جائیں گی لد پھد کر جائیں گی تاکہ شان ظاہر ہو۔

(۲) عورتوں میں حب دنیا (زیور وغیرہ) کا غلبہ زیادہ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ (زیور لباس) شوہر کے سامنے تو (گھر میں) خوب پہنا کریں۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ برادری میں جائیں گی تو خوب بن ٹھن کر اور جب آئیں گی تو فوراً اتار دیں گی تاکہ جس حال میں خاوند نے دیکھا تھا اسی میں دیکھے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خاوند کے سامنے پہنیں اور کہیں جائیں تو نہ پہنیں۔ (الحیٰوۃ ص ۵۶۳ ملحقہ حقیقت مال وجاہ)

(۳) ایسے ہی علاج غیبت کا ہے اس میں استغفار کافی نہیں بلکہ جس کی غیبت کی ہے اس سے کہو کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے معاف کر دو۔

حرص اور دنیا کی محبت کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرص کا صحیح علاج بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہے **وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ** اس میں توبہ کو حرص کا علاج بتلایا گیا ہے جس کے معنی ہیں توجہ الی اللہ۔

اور یہ حرص کا علاج اس وجہ سے ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ نفس ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ حرص کی حقیقت دنیا کی طرف توجہ اور میلان ہونا ہے جب اس توجہ کو کسی دوسری شئی کی طرف پھیر دیا جائے گا تو دنیا کی طرف توجہ باقی نہ رہے گی۔

(علاج الحرص التبلیغ ۵۴ ج ۳)

جب حرص کا صحیح علاج معلوم ہو گیا تو اب سمجھئے کہ توجہ الی اللہ کیا چیز ہے، بعض لوگوں نے تو یہ

سمجھا ہے کہ توجہ الی اللہ کا یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور احکام شرعیہ بجالائے۔ ان لوگوں نے ظاہری اعمال پر اکتفا کیا اور یہ لوگ دل سے خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ توجہ الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے معنی صرف یہ ہیں کہ صرف دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوں یہ لوگ ذکر شغل اور مراقبہ ہی کو لے بیٹھے، ان لوگوں نے نماز اور روزہ، تلاوت قرآن پاک، نظر بد کا بچانا وغیرہ سب چھوڑ دیا مگر ان کو بھی برکت اور نورانیت حاصل نہیں ہوتی۔

توجہ الی اللہ کی حقیقت یہی ہے کہ خدا کی طرف دل سے متوجہ ہو، مگر حقیقت کی ایک صورت بھی ہوا کرتی ہے اور توجہ الی اللہ کی صورت وہی ہے جو شریعت نے بتلائی ہے بس دونوں کو جمع کرنا چاہئے کہ دل سے اللہ کی طرف متوجہ رہو اور ظاہر سے اعمال شرعیہ کے پابند رہو۔ طاعات کو بجالاؤ اور معاصی سے بچنے کا اہتمام کرو۔ نگاہ کو روکو نامحرموں کی باتیں بھی نہ سنو، اعمال ظاہرہ، اعمال باطنہ دونوں کو جمع کرنا چاہئے۔ پھر انشاء اللہ کامیابی ضرور ہوگی۔ ایک ترکیب بتلا کر مضمون مختصر کرتا ہوں اور وہ ایسی ترکیب ہے جس سے تم کو انشاء اللہ تعالیٰ صحبت کی برکت حاصل ہوگی اور یہ جو دائرے سے باہر قدم نکلا جارہا ہے یہ رک جائے گا۔ اور وہ ترکیب یہ ہے۔ (الرضا بالدنی ملحقہ دین ودنیا ص ۱۹۲)

(۱) ایک وقت مقرر کر کے اس وقت میں موت کو یاد کیا کرو۔

(۲) اور پھر قبر کو یاد کرو اور پھر حشر کو یاد کرو۔

(۳) اور پھر یوم حشر (قیامت) کی ہولناکیوں اور وہاں کے مصائب کو یاد کرو۔ اور سوچو کہ ہم کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ اور ہم سے باز پرس ہوگی۔ ایک ایک حق اگلنا پڑے گا۔ اور پھر سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

اسی طرح روزانہ سوتے وقت سوچا کرو۔ دو ہفتے میں انشاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ اور دنیا کے ساتھ جو دلچسپی ہے وہ نہ رہے گی۔

بڑا علاج یہی ہے کہ سوچنا شروع کر دو، آخرت کے تمام امور کو سوچا کرو کہ میں مر کر قبر میں جاؤں گی۔ وہاں سوالات ہوں گے اگر ٹھیک جواب دے دیا تو راحت ہوگی اور اگر ٹھیک جواب نہ دے سکی تو عذاب ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ زندہ جاؤں گی۔ میدانِ قیامت کی سختیوں کو بھی سوچو۔ پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑی کی جاؤں گی، اس کے بعد پل صراط پر چلنا ہوگا، پھر جنت ملے گی یا دوزخ میں ڈالی جاؤں گی، دوزخ میں کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

غرض ان سارے امور کو سوچا کرو اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لو گو تکلیف ہی سہی۔ خدا کی اطاعت میں خاص اثر ہے کہ اس سے فکر پیدا ہوگی، اور فکر پیدا ہونے سے تمام کام درست ہو جائیں گے۔

اور ایک بات اور اپنے اوپر لازم کر لو وہ یہ کہ جو اپنے جی میں آئے اسے فوراً مت کر لیا کرو بلکہ علماء سے تحقیق کر کے کیا کرو۔ اگر ناجائز بتائیں ہرگز اس کام کو مت کرو۔ اس طرح دستور العمل رکھنے سے پھر قلب دنیا پر ہرگز مطمئن نہ ہوگا۔ (الاطمینان بالدنیا التبلیغ ص ۲۱۸ ص ۷)

عورتوں کو ایک دوسرے سے ملنے میں احتیاط

قرآن شریف میں عورتوں کو حکم ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُن۔ (۱۲۲حزاب)

کہ تم اپنے گھر جم کر بیٹھی رہو اس میں تقسیم الآحاد علی الآحاد ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر عورت اپنے گھر جم کر بیٹھی رہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے اصلی حکم یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، نہ عورتوں سے ملنے کے لئے نہ مردوں سے ملنے کے لئے۔

آخر کچھ تو بات ہے جو حق تعالیٰ نے عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلنا مضر (نقصان دہ) ہے، (البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنٰی ہیں) پس جس کو ملنے جلنے سے یہ نقصان ہوتا ہو اس کے لئے یہی حکم ہوگا کہ وہ کسی سے نہ ملے، اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہے۔ ہاں جس کو نقصان نہ ہوتا ہو وہ اپنے خاوند کی اجازت سے دوسروں کے گھر جا سکتی ہے۔

بیبیو (اللہ کی بندیو!) آخرتم کو کھجلی (یعنی جس کو کھجلی کا مرض ہو اس سے بچتی ہو اور ان کے پاس بیٹھنا اور ان سے ملنا جلنا تم کو گوارہ نہیں ہوتا کہ کہیں ہم کو بھی کھجلی نہ ہوجائے اور یہ حالت تو کھجلی سے بھی بدتر ہے۔ کھجلی کا نقصان تو صرف جسمانی ہے اور اس کا ضرر جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی، جسمانی ضرر تو یہ ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کو اپنے سے اچھی حالت میں دیکھوگی اور ان جیسا بننا چاہوگی اور تمہاری حیثیت ان کے برابر نہیں ہوگی تو تم کو خواہ مخواہ پریشانی ہوگی۔ اور رات دن تم اس فکر میں گھلوگی کہ ہائے میرے پاس بھی یہ چیز ہوتی وہ چیز ہوتی۔ پھر بعض دفعہ تم مردوں سے بھی اس قسم کی فرمائش کروگی جو ان کی حیثیت سے زیادہ ہے ان کو یہ فرمائش ناگوار ہوگی، جس سے خواہ مخواہ دلوں میں کدورت (میلا پن اور دوری) پیدا ہوگی جس سے بعض اوقات دور تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور روحانی ضرر یہ ہے کہ اس سے ناشکری کا مرض بڑھتا ہے، جب تم دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھوگی تو ان نعمتوں کی قدر نہ کروگی جو خدا تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہیں۔ ہمیشہ یہی سمجھوگی کہ میرے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ اس لئے جس پر ملنے جلنے کا ایسا اثر پڑتا ہو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ وہ کسی سے نہ ملے اور اگر ملے تو غریب نادار عورتوں سے ملے، کیونکہ غریبوں سے مل کر تمہارا جی خوش ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کروگی کہ الحمدللہ میں بہت سی عورتوں سے اچھی حالت میں ہوں۔ اور یہی نکتہ ہے اس حدیث میں (بلکہ یہ واضح دلیل سے مذکورہ بالا تفصیل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: **يَا عَائِشَةُ قَرِّبِي الْمَسَاكِينَ وَ جَالِسِيهِمْ**۔

(ترجمہ) اے عائشہ مسکینوں کے پاس بیٹھا کرو اور ان کو اپنے نزدیک کیا کرو۔ مسکینوں (غریبوں) کے پاس بیٹھنے سے خدا کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے اور دل خوش رہتا ہے۔ (الکمال فی الدین ص۸۶)

عورتوں میں حرص اور بے صبری کا مادہ آپس میں ملنے جلنے سے بہت پیدا ہوتا ہے

عورتوں میں زیور کپڑے کی حرص طبعی طور پر ہوتی ہی ہے لیکن آپس میں ملنے ملانے سے یہ حرص اور بڑھ جاتی ہے۔ ان کا آپس میں ملنا جلنا بڑا غضب ہے۔ ایک دوسری کو دیکھ کر رنگ پکڑتی ہے۔ اگر کسی کو خدا تعالیٰ نے زیور اور کپڑا حیثیت کے موافق دے رکھا ہو تو وہ اسی وقت تک خوش ہے جب تک برادری بہنوں میں نہ جائے اور جہاں برادری میں نکلنا ہوا پھر ان کی نظر میں اپنا زیور اور کپڑا حقیر معلوم ہونے لگتا ہے۔ دوسروں کا زیور دیکھ کر ان کا دل للچاتا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

اور اس میں اپنی حیثیت پر ان کی نظر نہیں جاتی کہ جس کے پاس ہم سے زیادہ زیور ہے اس کی حیثیت بھی تو ہم سے زیادہ ہے لیکن جس کے مرد کی آمدنی پچاس روپے ماہوار ہے وہ بھی برابری کرتی ہے اس کی جس کے مرد کی آمدنی ہزار روپے ماہوار ہے۔ عورتوں پر ملنے جلنے کا بہت جلد اثر ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مستورات کا آپس میں ملنا جلنا بالکل بند کردو۔

میرا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے اس مرض کی اصلاح کرنی چاہئے اگر کسی کا دل دوسروں کے کپڑے زیور دیکھ کر نہ للچائے اس کو ملنے جلنے کا مضائقہ نہیں مگر جس پر دوسروں کو دیکھ یہ اثر ہو اس کو ضرور نہ ملنا چاہئے۔ (الکمال فی الدین ص ۸۵)

ایک واقعہ

عورتوں پر ملنے جلنے کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ سہارنپور میں ایک انسپکٹر صاحب تھے جن کی تنخواہ چار سو پانچ سو روپے ماہوار تھی مگر ان کی عادت یہ تھی کہ ساری تنخواہ اپنے غریب رشتہ داروں پر خرچ کرتے

تھے، گھر میں کم رکھتے تھے، ان کی بیوی کے پاس زیور کا ایک چھلہ بھی نہ تھا نہ گھر میں کوئی خادمہ تھی، بیچاری اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی تھی اور خود ہی پکاتی تھی اور اسی حالت میں خوش تھی۔ میرے ایک عزیز بھی اس زمانہ میں سہارنپور میں ملازم تھے اور ان کا مکان انسپکٹر صاحب کے مکان سے متصل تھا، وہ اپنی بیوی کو کسی کے یہاں نہ بھیجتے تھے مگر ایک دفعہ ان کے عزیز کے گھر والوں کے اصرار پر انہوں نے ملنے کی اجازت دیدی وہ جو یہاں آئی تو اس نے یہاں باندیوں (نوکرانیوں) کو بھی اپنے سے اچھا پایا، ان کے پاس کچھ زیور تھوڑا بہت تھا اور انسپکٹر صاحب کی بیوی کے پاس چھلہ تک نہ تھا بس یہاں سے جا کر اس نے اپنے میاں کی خوب خبر لی کہ واہ۔۔۔۔۔۔صاحب کی تنخواہ بھی تم سے کم ہے پھر بھی ان کے گھر والے زیور میں لدے پھدے ہیں۔ اور میں بالکل ننگی ہوں اور ان کی بیوی اپنے ہاتھ سے ایک کام بھی نہیں کرتی، کئی کئی باندیاں ہیں سارا کام وہی کرتی ہیں اور میں سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں اب مجھ سے اس طرح نہیں رہا جاتا۔ مجھ کو زیور بنا کر دو اور عمدہ لباس بنا کر دو اور گھر میں خادمہ نوکرانی رکھو۔ وہ انسپکٹر صاحب مجھ سے الہ باد میں ملے تھے بیچارے کہتے تھے کہ شیخ کامل (یعنی عورت سے میل جول) کا اثر ایک منٹ میں ایسا ہوا کہ میری ساری عمر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔ اب میرے گھر میں رات دن زیور کی فرمائش رہتی ہے اور کوئی کام خود نہیں کرتی زیور بناتا بناتا تھک گیا مگر سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور میری ساری خیر خیرات بند ہو گئی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ان کا آپس میں ملنا بڑا غضب ہے۔ (الکمال فی الدین ص ۸۵)

اے عورتو! ناشکری سے بچنا چاہتی ہو تو دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو

عورتوں کو بھی چاہئے کہ دنیا کے بارے میں اپنے سے گھٹیا لوگوں کو دیکھیں مثلاً تمہارا گھر کسی رئیس زادی کے گھر سے کم ہے تو تم ان لوگوں پر نظر کرو جن کے گھر تم سے بھی گھٹیا ہیں۔ اور نہایت چھوٹے

اور تنگ ہیں پلنگ بچھنے کے بعد چلنے کا بھی راستہ نہیں رہتا۔ وہاں ہوا کا تو کہاں گذر بارش کا بھی بچاؤ نہیں۔ اور تم ہوادار صحن میں ایسے آرام سے سوتی ہو کہ صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔

ایسے لوگوں کے مکانات دیکھ کر تم کو اپنے مکان کی قدر ہوگی کہ اس میں جھاڑ فانوس وغیرہ نہیں ہیں تو کیا ہوا بارش کا بچاؤ تو ہے، ہوا کا گذر تو ہے۔ شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس جو تہ نہ تھا تو میں رنجیدہ تھا کہ اچانک میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جس کے پیر ہی نہ تھے میں نے خدا کا شکر کیا کہ میرے پیر تو ہیں جوتا نہیں تو کیا ہوا۔ تو دنیا کے باب میں اپنے سے کمتر حیثیت والوں کو دیکھنے سے دل کو بڑی راحت ہوتی ہے، مگر اب ایسا مزاج بدلا ہے کہ دنیا میں جہاں ذرا کمی ہوئی اس کا تو قلق ہوتا ہے اور اس پر کبھی نظر نہیں ہوتی کہ اللہ کی بہت سی مخلوق ہم سے بھی ابتر حالت میں ہے۔ ہم ان سے بہت اچھے ہیں۔ اور دین میں ایسا استغناء برتا جاتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پر اکتفا کر لیا ہے، اگر کوئی ان سے تہجد و اشراق کو کہہ دے تو جواب میں کہتی ہیں کہ کیا ہم مر جائیں بہت تو کام کرتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ (الکمال فی الدین ص ۸۸)

اے عورتو! فضول عذر کی وجہ سے نماز میں کوتاہی مت کرو

اکثر عورتیں تو نماز ہی نہیں پڑھتیں اور یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم کو گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں کہتا ہوں کہ ان عذر کرنے والوں کو اگر عین کام کے وقت پیشاب کی ضرورت اس شدت سے ہو کہ اس کو روک ہی نہ سکیں یا اتفاق سے بیت الخلاء میں جانے کا شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں کیا کریں گی۔ آیا اس وقت تک جب تک کہ پیشاب سے فراغت ہو کام کا حرج کریں گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ مجبوراً کام کا حرج کرنا پڑے گا۔ تو کیا خدائی حکم کی اتنی بھی ضرورت نہیں جتنی طبعی تقاضوں کی ہوتی ہے لیکن اس گناہ میں تو قریب قریب سبھی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد (یعنی پاک ہونے کے بعد) اکثر نماز نہیں پڑھتیں۔ اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں

کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں، بھئی پاخانہ کر دیا بھئی پیشاب کر دیا۔ پھر کپڑے بدلیں تو بچے گود سے نہیں اترتے۔ نماز کے لئے ان کو الگ کریں تو بہت روتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں کہ مولویوں کے تو بچے ہوتے نہیں انہیں اس مصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لئے تاکید کرنا آتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مولویوں کے بچے نہیں ہوتے؟ مولویوں کے تو ہوتے ہیں، پھر جا کر ذرا دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں۔ بعض اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوت کلام پاک اور مناجات مقبول اور اشراق تک کی بھی پابندی کرتی ہیں۔ کیا ان کے اولاد نہیں۔ ایسی انوکھی اولاد تمہاری ہی ہے جس کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بچہ روتا ہو اور گود سے ہرگز نہ اترتا ہو اگر اس وقت تم کو پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہو تو مبتلاؤ تم کیا کرو گی، کیا اس کو پلنگ پر روتا ہوا ڈال کر پاخانہ میں نہ جاؤ گی؟ یقینا سب جاتی ہیں اور جا کر بعض دفعہ خوب دیر لگتی ہے۔ اور بچہ کے رونے کی پرواہ نہیں کی جاتی تو کیا نماز کیلئے تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا جتنا پیشاب کے لئے کرتی ہو؟ افسوس! معلوم ہوا یہ سب مہمل عذر ہیں بعض عورتیں اگر نماز پڑھتی بھی ہیں تو بہت ہی دیر کر کے اور مکروہ وقت اور پھر اس قدر جلدی کہ نہ قیام درست نہ رکوع ٹھیک گویا ایک مصیبت ہے کہ جس طرح بنے اس سے چھوٹیں۔ بیبیو! اگر زیادہ ہمت نہیں تو نفلیں نہ پڑھا کرو لیکن فرائض اور سنتوں میں تو کتر بیونت (کانٹ چھانٹ اور کوتاہی نہ کیا کرو ان میں تو ارکان کی تعدیل کا لحاظ ضرور کیا کرو۔ (تفصیل التوبہ ص ۵۴ ج ۸)

تدبیر اور ارادہ کی مضبوطی سے نماز کی پابندی کی دولت مل سکتی ہے

آدمی جس کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مدد فرماتے ہیں۔ تو جو عورتیں (نماز نہ پڑھنے کے) ایسے بہانے کرتی ہیں وہ ذرا نماز شروع کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ پھولوں کی طرح ہلکی ہو جائیں گی۔ مگر اب تو عورتیں ارادہ ہی نہیں کرتیں۔ اس لئے نہ کرنے کے سو بہانے

ہیں۔ ورنہ ارادہ وہ چیز ہے کہ ایک ایسا شخص جس سے بارش یا سردی میں خود اٹھ کر پانی بھی نہیں پیا جاتا اگر کلکٹر صاحب کا حکم اس حالت میں اس کے پاس پہونچے کہ فلاں مقام میں ہم سے آ کر ملوتو وہ سو میل پیدل چلا جاتا ہے لوگ حیرت کرتے ہیں کہ اس میں یہ قوت کہاں سے آ گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ارادہ کی قوت ہے جس پر حق تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔

عورتیں نماز کا ارادہ ہی نہیں کرتیں ورنہ کچھ مشکل بات نہ تھی۔ لیجئے میں ایک تدبیر بتلاتا ہوں جس سے بہت جلد نماز کی پابندی حاصل ہو جائے گی وہ یہ کہ جب ایک وقت کی نماز قضا ہوتو ایک وقت کا فاقہ کرو۔ پھر دیکھیں نماز کیسے قضا ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نماز کی پابندی تو فاقہ سے ہوگی مگر فاقہ کی پابندی کیسے ہوگی اس کی بھی تو کوئی ترکیب بتلاؤ کیونکہ یہ تو نماز سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ فاقہ کس سے ہوسکتا ہے میں کہتا ہوں کہ فاقہ میں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا بلکہ چند کاموں سے اپنے کوروکنا پڑتا ہے اور یہ اختیاری بات ہے کہ ایک کام مت کرو۔ کسی کام کا کرنا تو مشکل ہوتا ہے مگر نہ کرنا کیا مشکل ہے۔

اگر کسی سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے ذمہ کچھ مالی جرمانہ مقرر کر لے کہ اتنے پیسے فی نماز خیرات کیا کروں گی۔ یا کچھ نمازیں مقرر کر لیں کہ ایک نماز قضا ہوئی تو مثلاً دس رکعتیں نفل بطور جرمانہ کے پڑھا کروں گی۔ اس طرح چند روز میں نفس ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ذرا عمل کر کے تو دیکھو۔ (اسباب الغفلۃ ملحقۃ دین ودنیا)

عورتوں کو نماز کا پابند اور دیندار بنانے کی یہ بھی ایک تدبیر ہے

ایک آسان تدبیر بتلاتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے ضرور دین کی پابندی ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ جس روز نماز وغیرہ میں عورتوں کی ذراستی دیکھو اس روز ان کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ یہ ایسی سخت سزا ہے کہ اس کے بعد بہت جلد اصلاح ہو جائے گی کیونکہ جس روز تم ان کے ہاتھ کا کھانا

نہ کھاؤ گے اس روز یقیناً ان کا بھی فاقہ ہوگا، بس جب دو چار روز ایسا ہوگا خود سنبھل جائیں گی تو طریقہ یہ ہے۔! (دعوت عبدیت ص ۲۷ ج ۸)

خلاصہ کلام:

نماز میں عورتیں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ بعض تو نماز پڑھتی ہی نہیں اور ایسی ہی زیادہ ہیں۔ اور بعض پڑھتی ہیں مگر ان کا قرآن صحیح نہیں ہے۔ اور نہ قرآن صحیح کرنے کا اہتمام کرتی ہیں۔ اور بعض کا قرآن بھی صحیح ہے تو وہ وقت کو بہت تنگ کر دیتی ہیں۔ ظہر کی نماز عصر کے وقت اور عصر کی مغرب کے وقت پڑھتی ہیں حالانکہ مردوں کے لئے تو بعض اوقات میں تو تاخیر مسنون بھی ہے مگر عورتوں کے لئے تو سب نمازیں اول وقت پڑھنا افضل ہے مگر یہ اول تو اول اخیر میں بھی نہیں پڑھتیں بلکہ اکثر قضا پڑھتی ہیں۔

اور بعض عورتیں (یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ ان نمازوں کی قضا نہیں کرتیں جو ہر مہینہ ان سے غسل کی تاخیر کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں۔ اگر احتیاط کریں اور مسئلہ اچھی طرح معلوم کرلیں تو اول تو ایسی نوبت ہی نہ آئے اور جو غلطی سے ایسا ہو جائے تو جلد ہی قضا کرنا چاہئے۔ غرض اعمال ظاہرہ میں نماز سب سے اہم ہے اس کی اچھی طرح پابندی کرنا چاہئے۔ اور دل لگا کر نماز پڑھا کریں جلدی جلدی سر سے بوجھ نہ اتاریں ہے۔ بعض عورتیں قرآن غلط پڑھتی ہیں اس کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ (قرآن پاک صحیح ہو جائے) بعض دفعہ ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چند سورتیں تو نماز کے لئے کم از کم ضرور صحیح کرلو۔ (الکمال فی الدین ص ۱۰۳)

اے عورتو اگر غیبت کی عادت رکھو گے تو آپس میں تعلقات خراب ہو جائیں گے

عورتیں غیبت بہت کرتی ہیں خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں۔ اور دوسروں سے سنتی ہیں

اور اس تلاش میں رہتی ہیں کہ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلانی مجھ کو کیا کہتی تھی گویا انتظار ہی کر رہی تھیں، آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نااتفاقی ہو جاتی ہے۔ آپس میں عداوت (دشمنی) قائم ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ ہے۔ کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (العاقلات الغافلات حقوق الزوجین ص ۳۴۳)

غیبت زنا سے زیادہ سخت اور بڑا گناہ ہے

فرمایا حدیث شریف میں ہے اَلْغَیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ غیبت کرنا زنا سے زیادہ سخت ہے حضرت حاجی صاحب نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے، کہ زنا کا گناہ باہی یعنی شہوت سے متعلق ہے اور غیبت کا گناہ جاہی یعنی تکبر سے متعلق ہے اور تکبر شہوت سے اشد ہے یعنی زیادہ خطرناک ہے۔ (حسن العزیز ص ۳۶۷ ج ۲)

غیبت کے احکام

(۱) غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا کہ اگر اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہو ورنہ وہ بہتان ہے اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سامنے (برائی کرنا) جائز ہے کیونکہ وہ لمز (یعنی طعن) میں داخل ہے جس کی ممانعت اوپر آئی ہے۔

(۲) اور تحقیقی بات یہی ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس غیبت سے بہت کم تکلیف ہو وہ صغیرہ ہوسکتا ہے، جیسے کسی کے مکان یا سواری کی برائی کرنا۔

(۴) غیبت میں حق اللہ اور حق العبد دونوں ہیں اور معاف کرانا بھی ضروری ہے البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تک اس شخص کو اس غیبت کی خبر نہ پہنچے تو حق العبد نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت میں بھی جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اس کے سامنے اپنی تکذیب کرنا (یعنی اپنے کو غلطی پر بتلانا ضروری ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو مجبوری ہے۔

(۵) مرنے کے بعد وارثوں سے معاف کرانا کافی نہیں بلکہ غائب میت کے لئے استغفار کرتا رہے (ان کے لئے بھی) اور اپنے لئے بھی۔

(۱) بچہ مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس کو تکلیف دینا حرام ہے اور ربی کافر کی غیبت صحیح وقت یعنی وقت ضائع کرنے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۷) اور غیبت کبھی فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اس کی حقارت ہو۔

(۸) اور جس سے (غیبت) کو معاف کرایا جائے اس کیلئے مستحب ہے کہ معاف کردے۔

(۹) بغیر مجبوری غیبت سننا غیبت کرنے کے مثل ہے۔

(۱۰) اگر برائی کرنے کی کوئی ضرورت یا مصلحت ہو جو شرعاً معتبر ہو وہ غیبت حرام میں داخل نہیں، جیسے ظالم کی شکایت ایسے شخص سے جو ظلم دفع کر سکے۔ یا مسلمانوں کو دینی یا دنیوی شر سے بچانے کے لئے کسی کا حال بتلا دیا۔ یا کسی کے مشورہ لینے کے وقت اس کا حال ظاہر کر دیا!

(بیان القرآن سورہ حجرات)

غیبت چغلی سے معافی تلافی کا طریقہ

اگر کسی کی غیبت ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کے ساتھ اس شخص سے بھی معافی مانگنے کی ضرورت ہے جس کی غیبت کی ہے۔ لیکن غیبت کی پوری تفصیل بتلانے سے (کہ میں نے تمہاری یہ غیبت کی ہے اس سے) اس کو تکلیف ہوگی اس لئے اجمالی طور پر اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میرا کہا سنا معاف کرو۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کے سامنے غیبت کی تھی ساتھ یہ ان کے سامنے اس کی تعریف بھی کرے۔ اور پہلی بات کا غلط ہونا ظاہر کردے۔ اور اگر وہ بات غلط نہ ہو سچی بات ہو (یعنی اس میں واقعی وہ عیب موجود ہو) تب یوں کہہ دو کہ بھائی اس بات پر اعتماد کر کے تم فلاں شخص سے بدگمان نہ ہونا کیونکہ مجھے خود اس پر اعتماد نہیں۔ اگر وہ شخص مر گیا ہے جس کی غیبت کی

تھی تو اب معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے لئے دعاء واستغفار کرتے رہو یہاں تک کہ دل گواہی دے دے کہ اب وہ تم سے راضی ہو گیا ہوگا۔ (انفاس عیسیٰ ص ۱۷۸ ج ۱،۱۷۹ ج ۱)

مرحوم اور لاپتہ کی غیبت سے معافی کا طریقہ

غیبت شکایت (گالی گلوج) اور جانی ظلم سے تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مظلوم جس کی غیبت کی ہے یا گالی دی ہے وہ مر گیا ہو یا لاپتہ ہو گیا ہو تو اس کے حق میں دعاء کرو، نماز اور قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشوں اور عمر بھر اس کے لئے (جس کی غیبت کی ہے) دعاء کرتے رہو انشاء اللہ حق تعالیٰ ان کو تم سے راضی کر دیں گے۔ جسکی صورت قاضی ثناء اللہ نے لکھی ہے کہ قیامت میں مسلمانوں کو بڑے بڑے خوبصورت عالیشان محل دکھلائے جائیں گے اور حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان محلات کا خریدار کوئی ہے؟ اور ارشاد ہوگا کہ ان کی قیمت یہ ہے کہ جس کا جو حق کسی کے ذمہ ہو اسے معاف کر دے اس وقت کثرت سے اہل حقوق اپنے حق معاف کر دیں گے۔ (خیر الارشاد حقوق وفرائض ۳۰۸ ۳۳)

اگر تم نے کسی کا تین پیسہ لیا تو سات سو مقبول نمازیں حقدار دینی پڑیں گی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بندہ کو حق تعالیٰ کھڑا کر کے دریافت فرمائیں گے کہ جوانی کہاں خرچ کی اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ (التبلیغ ۱۳۷ ج ۱۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ حقوق کو دنیا ہی میں ادا کر دو یا معاف کرالو اس دن سے پہلے جس میں روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔

ظلم ہلکی چیز نہیں ہے، ساری عبادتیں اس وقت تک ناکافی ہیں جب تک ظلم سے برات نہ ہوگی۔ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک دانگ کے بدلہ میں جو درہم کا چھٹا حصہ ہے جس کو تین پیسہ سمجھ لیجئے (اس کے بدلہ میں) سات سو مقبول نمازیں، حقدار کو دلائی جائیں گی کتنی سخت مصیبت ہوگی

اول تو ہماری نمازیں مقبول ہی کتنی ہیں پھر تین تین پیسہ کے بدلہ میں وہ بھی جاتی رہیں تو بتلایئے قیامت میں کیسی حسرت ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم مفلس کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم دینار نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مفلس وہ ہے جس نے نماز میں بھی بہت پڑھی تھیں، روزے بھی بہت رکھے تھے زکوۃ بھی دی اور صدقات بھی کئے تھے مگر اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی تھی کسی کو مارا پیٹا تھا، کسی کا مال لے لیا تھا اب قیامت میں ایک آیا وہ اس کی نمازیں لے گیا اور دوسرا آیا وہ روزے لے گیا۔ تیسرا آیا وہ حج لے گیا۔ چوتھا آیا وہ اس کی زکوۃ وصدقات لے گیا پھر بھی کچھ حق دار بچ گئے اور ان کو دینے کو نیکیاں نہ بچیں تو ان کے گناہ اس پر ڈالدیئے گئے اور یہ طاعات سے خالی ہو کر گناہوں میں جکڑ کر جہنم میں داخل ہوگا یہ سب سے بڑا مفلس ہے۔

کیا یہ بات تھوڑی ہے کہ ذرا ذرا سے حقوق العباد کے بدلے میں ساری کی کرائی محنت دوسروں کو مل جائے۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ بعض اعتبار سے حقوق العباد نماز روزہ سے بھی مقدم ہیں ان کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے، مگر افسوس لوگوں کو ان کا بالکل اہتمام نہیں۔

(خیر الارشاد ملحقہ حقوق وفرائض ۳۰۶ ج ۴)

خلاصی اور تلافی کا طریقہ صحیح نیت بھی ہے

تلافی اور حقوق سے خلاصی کا طریقہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کام شروع کر دینا اور ادائیگی کا پختہ ارادہ کر لینا بھی مقبول ہے، پہلے تو تم حق والے سے معافی کی درخواست کرو، اگر وہ خوشی سے معاف کر دے تب تو مسئلہ آسان ہے جلدی خلاصی ہوگئی۔ اور اگر معاف نہ کرے تو اب پورا حق ادا کرنا ضروری ہے اگر بہت زیادہ ہوا ایک دم سے ادا کرنا مشکل ہو تو تھوڑا تھوڑا جتنا ہو سکے اس کا

حق ادا کرے۔اوراگروہ (یعنی حق والے) مرگئے ہوں تو ان کے ورثاء کو دو۔اوراگر ورثاء بھی معلوم نہ ہوں تو ان کی نیت سے خیرات کرتے رہو انشاء اللہ امید ہے کہ دنیا ہی میں سارا حق ادا ہو جائے گا،اوراگر کچھ ادا ہوا اور کچھ رہ گیا تو اس کو حق تعالی ادا کر دیں گے،حق تعالیٰ کے یہاں نیت کو زیادہ دیکھا جاتا ہے جس کی نیت پختہ ہو کہ میں حق ادا کروں گا پھر اس پر عمل بھی شروع کر دے حق تعالیٰ اس کو بالکل بری کر دیتے ہیں۔(خیرالارشاد ملحقہ حقوق وفرائض ص ۳۰۹)

شوہر سے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں

عورتوں کی بڑی کوتاہی ہے کہ اپنے مردوں کو دیندار اور نمازی بنانے کی کوشش نہیں کرتیں

دینی حقوق میں ایک کوتاہی عورتیں یہ کرتی ہیں کہ مرد کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام نہیں کرتیں یعنی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں کہ مرد ہمارے واسطے حلال وحرام میں مبتلا ہے اور کمانے میں رشوت وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتا تو اس کو سمجھائیں کہ تم حرام آمدنی مت لیا کرو،ہم حلال ہی میں اپنا گذر کرلیں گے۔اسی طرح اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو بالکل نصیحت نہیں کرتیں۔حالانکہ اپنی غرض کے لئے اس سے سب کچھ کرا لیتی ہیں۔اگر عورت مرد کو دیندار بنانا چاہے تو کچھ مشکل نہیں مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے تم خود دیندار بنو۔نماز اور روزہ کی پابندی کرو،پھر مرد کو نصیحت کرو۔ تو انشاء اللہ اثر ہوگا۔مگر بعض عورتیں دینداری پر آتی ہیں تو یہ طریقہ اختیار کر لیتی ہیں کہ تسبیح اور مصلی لے کر بیٹھ گئیں اور گھر کے کام اور شوہر کی خدمت کو ماماؤں پر ڈال دیتی ہیں یہ طریقہ اچھا نہیں کیونکہ گھر کی نگرانی اور شوہر کے مال کی حفاظت وخدمت عورت کے ذمہ فرض ہے۔اور جب فرض میں خلل آ گیا تو یہ نفلیں اور تسبیح کیا کام دیں گی۔اس لئے دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو۔نماز روزہ اس طرح کرو کہ اس کے ساتھ گھر اور شوہر کا بھی پورا حق ادا کرو۔(حقوق البیت ص ۵۳)

اگرعورتیں چاہیں تو مرد پکے دیندار بن جائیں

اگرعورتیں ہمت سے کام لیں تو بہت جلد خرابیاں زائل ہوسکتی ہیں اور اگر زائل نہ ہوں تو کم تو ضرور ہوجائیں گی۔ کیونکہ مرد زیادہ تر مال کے گناہ میں (مثلاً سود رشوت وغیرہ میں) عورتوں ہی کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر یہ ذرا ہمت کرکے زیور اور لباس کی فرمائش کم کردیں اور مردوں سے کہہ دیں کہ ہماری وجہ سے حرام کمائی میں مبتلا نہ ہونا تو بہت کچھ اصلاح ہوجائے۔

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: میں سچ کہتا ہوں کہ بعضی عورتیں مردوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہیں اس لئے جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم مجبور ہیں جو خاوند لاتا ہے وہی کھانا پڑتا ہے یہ ان کے لچر بہانے ہیں اگر یہ زیور اور کپڑے کی فرمائش نہ کیا کریں تو بہت سے مرد تو خود ہی رشوت سے توبہ کرلیں۔ اور اگر کوئی پھر بھی لے تو عورتیں ہمت کرکے ان سے کہہ دیں کہ ہمارے پاس رشوت کا مال نہ لانا۔ صرف حلال تنخواہ کا روپیہ لانا۔ ورنہ آخرت میں ہم تمہارے دامن گیر ہوں گے۔ دیکھئے پھر مردوں کی کتنی جلدی اصلاح ہوتی ہے۔ (اسباب الغفلۃ ص ۳۹۵)

اے عورتو! اللہ کی ان نیک بندیوں کے حالات سے سبق لو

(۱) حضرت مولانا گنگوہی کی صاحبزادی کا جب نکاح ہوا تو ان کے خاوند مولوی ابراہیم صاحب کے یہاں بالائی آمدنی میں کچھ احتیاط یہ تھی حضرت کی صاحبزادی نے پہلے ہی دن ان سے صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے گھر میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گی جب تک بالائی آمدنی (یعنی رشوت وغیرہ) سے تم توبہ نہ کروگے۔ غرض ان اللہ کی بندی نے جاتے ہی خاوند سے توبہ کرائی اور عہد لیا کہ آئندہ سے کبھی رشوت نہ لی جائے۔

حضرت گنگوہی کی صاحبزادی بہت زاہدہ تھیں یہ ان کا زہد ہی تو ہے کہ پہلے ہی دن خاوند کو رشوت سے روک دیا۔ حالانکہ اس وقت عورت کو روپیہ کا لالچ ہوا کرتا ہے خصوصاً اس کو جسے ماں باپ کے یہاں سے بھی ریکسانہ زیور کپڑا نہ دیا گیا ہو۔ مگر اس کے باوجود ان کو دنیا کی بالکل حرص نہ ہوئی، بلکہ دین کا خیال ہوا۔ (تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۶ ج ۸)

۲۔ اسی طرح کاندھلہ میں ایک بی بی تھیں ان کے خاوند تحصیلدار تھے جن کے متعلق آبکاری کا انتظام تھا (وہ بھی رشوت وغیرہ لیتے تھے) ان بی بی نے اپنے خاوند کی آمدنی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ نہ اس سے زیور بنایا نہ کپڑا۔ اور کمال یہ کیا کہ ملازمت کے مقام پر رہنے کے زمانہ میں غلہ اور نمک اور ہر چیز اپنے میکہ سے منگاتی تھیں۔ اور شرافت یہ کہ شوہر کو اطلاع تک نہیں کی کہ ان کو کہیں رنج نہ ہو۔

۳۔ ہمارے یہاں ایک کاندھلہ کی بی بی تھیں ان کے شوہر کے یہاں کچھ زمین رہن تھی جسکی آمدنی وہ اپنے خرچ میں لاتے تھے مگر ان کی بیوی نے رہن (گروی) کی آمدنی سے ایک دانہ بھی نہ کھایا۔

۴۔ میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے سنا ہے کہ میری والدہ مرحومہ نے سارا زیورا تار کر والد صاحب کے سامنے پھینک دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ یا تو اسکی زکوۃ دو ورنہ اس کو اپنے پاس رکھو میں نہ پہنوں گی آخر مجبور ہو کر والد صاحب نے سب کی زکوۃ دی جب وہ زیور پہنا گیا۔

ذرا عورتیں اس طرح کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ خود بخود مردوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ کیونکہ جس طرح بعض دفعہ مرد سے عورت کی اصلاح ہوتی ہے اسی طرح عورت سے بھی مرد کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور زوجہ صالحہ (نیک بیوی) تو وہی ہے جو مرد کو دین میں محتاط بنادے نہ یہ کہ پہلے سے بھی زیادہ اور بے احتیاط بنادے۔ (اسبا الغفلۃ ملحقہ دین دنیا ص ۳۹۵)

اے عورتو! شوہر کی تعظیم وخدمت میں کوتاہی بے حیائی ہے

ایک کوتاہی عورتوں کی یہ ہے کہ وہ شوہر کی تعظیم اور ان کا ادب نہیں کرتیں اور یہ سخت بے حیائی

ہے۔بعض عورتیں شوہروں کی اطاعت وخدمت میں کمی کرتی ہیں۔بعض عورتیں مرد کی خدمت ماماؤں(نوکرانیوں) پرڈال دیتی ہیں اورخود اس کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتیں۔

اور بعض عورتیں مردوں سے خرچ بہت مانگتی ہیں۔بعض عورتیں مردوں سے ایسا برابری کا برتاؤ کرتی ہیں گویا شوہران کا برابر کا بھائی ہے۔اور یہ بھی غنیمت ہیں۔بعض جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید آئی ہے۔

حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔لیکن سجدہ تو خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں مگر اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورتوں کے ذمہ واجب ہے۔بعض جگہ تو عورتیں مرد کو ذلیل بھی کرتی ہیں۔اور بعض جگہ مرد بھی ظالم ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں۔

اور بعض جگہ دونوں طرف سے یہ برتاؤ ہوتا ہے قیامت میں ان سب کا حساب ہوگا اور جس نے جس کی حق تلفی کی ہوگی اس سے انتقام لیا جائے گا۔پس مردوں کو چاہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی رعایت رکھیں اور عورتوں کو مردوں کی تعظیم کرنی چاہئے اوران کی اطاعت وفرمانبرداری کا خیال رکھنا چاہئے۔

ازواج مطہرات (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حضور کے احکام کی مخالفت کبھی نہ کرتی تھیں،آپ کی تعظیم اور ادب اس درجہ کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی کی عظمت بھی ان کے دل میں حضور یا اللہ کے برابر نہ تھی۔(حقوق البیت ص ۲۳)

شوہروں کو حقیر نہ سمجھو چاہے وہ فاسق ہوں

اگر شوہر بے نمازی ہو اس کو بھی حقیر نہ سمجھو۔عورتوں میں ایک مرض یہ بھی ہے کہ اگر وہ خود نماز روزہ کی پابند ہوتی ہیں،اور شوہر ان کو ایسا مل گیا جو آزاد ہے تو اس کو وہ بہت حقیر سمجھتی ہیں۔اور اگر خاوند انگریزی پڑھا ہوا ہے پھر تو وہ اس کو کافر اور اپنے آپ کو رابعہ بصری سے کم نہیں جانتیں۔ہم

نے مانا کہ وہ گنہگار ہے لیکن علماء سے مسئلہ تو پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔ یا درکھو! اپنی ذات کے اعتبار سے خواہ وہ کیسا ہی ہو۔

لیکن تم پر ان کی اطاعت ہی واجب ہے۔ اس لئے کہ وہ تمہارا مالک اور حاکم ہے۔ اور حاکم اگر فاسق بھی ہو تو رعایا پر اس کی اطاعت فرض ہے۔ اگر یزید جیسا بھی کوئی حاکم ہو اور اس کی خلافت شرعی قاعدے سے ثابت ہو جائے تو اس کی بھی اطاعت ضروری ہے۔ پس تمہارا خاوند یزید سے تو زیادہ برا نہیں، جب یزید کی اطاعت واجب ہے تو خاوند کی کیوں نہ ہوگی اس لئے کہ خاوند کا حاکم ہونا قرآن سے ثابت حدیث سے ثابت، اس کے خاوند ہونے میں شبہ نہیں۔ اس کے نکاح کے گواہ موجود ہیں اس کا شوہر ہونا معلوم ہے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کی اطاعت میں کوتاہی کرو۔ غرض زوجیت (یعنی بیوی ہونا) اطاعت کا سبب ہے۔ وہ یزید سہی مگر تمہارا تو وہ بایزید (یعنی بزرگ) ہے ہم کو نافرمانی کا کیا حق ہے۔ ہاں اگر وہ نماز روزہ سے منع کرے تو اس میں اس کی اطاعت نہ کرے لیکن نماز روزہ سے مراد بھی فرض نماز، روزہ ہے۔

نفل نماز، روزہ سے اس کی اطاعت مقدم ہے بلکہ فرائض کے متعلق بھی اگر وہ کہے کہ ذرا ٹھہر کر پڑھ لو، اور وقت میں گنجائش ہے تو مؤخر کر دینا چاہئے۔ ہاں اگر وقت مکروہ ہونے لگے۔ تو اس وقت اس کا کہنا نہ مانے۔ البتہ اگر وہ صریح کفر وشرک کا ارتکاب کرے۔ اس وقت کسی محقق عالم سے فتویٰ لے کر اس سے جدا ہو جائے۔

باقی فسق تک جب کہ وہ تم کو فسق کا حکم نہ کرے اس کی اطاعت کرو۔ یہاں تک کہ اگر وہ یہ کہے کہ وظیفہ چھوڑ کر میری خدمت کرو تو وظیفہ (تسبیحات) چھوڑ دو۔

مگر تم تو سمجھتی ہوگی کہ اس سے بزرگی میں فرق آجائے گا۔ اے عورتو! تم کو بزرگ بننا بھی نہ آیا، بزرگی تو شریعت کی اتباع کا نام ہے، رائے کی اتباع کو بزرگی نہیں کہتے۔ جب تم کو خاوند کی

اطاعت کا شریعت نے حکم دیا ہے تو بس بزرگی اسی میں ہے کہ ان کی اطاعت کرو۔
(وعظ الخضوع ملحقہ حقیقت عبادت ص ۳۱۶)

شوہر کی شان میں گستاخی وزبان درازی کا مرض

بعض عورتوں کی یہ عادت ہے کہ وہ خاوند سے زبان درازی سے پیش آتی ہیں اس کے سامنے خاموش ہی نہیں ہوتیں حتی کہ بعض خاوند مارتے بھی ہیں مگر یہ چپ نہیں ہوتیں۔

بعض جگہ عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں اور یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ مناظرہ (آپسی تکرار وگفتگو) میں بھی ہم غالب رہیں۔ جو بات شوہر کہتا ہے اس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ گوارہ ہو یا ناگوار۔ خواہ معقول ہو یا نامعقول۔

غرض عورتوں میں زبان درازی کا بڑا مرض ہے اور یہ ساری خرابی تکبر کی ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ہم ہاریں نہیں چنانچہ شوہر سے جھگڑ کر اپنی ہمجولیوں میں فخر کرتی ہیں کہ دیکھا ہم کیسا مرد کو بہکا کر آئے ہیں۔

حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ کیا ٹھکانہ ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا۔ مگر اب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔

اے عورتو! خدا نے تم کو جیسا بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور اس کے غصہ کے وقت زبان درازی بھی نہ کرو اس وقت خاموش رہو۔ اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو دوسرے وقت کہو کہ میں اس وقت نہ بولی تھی اب جتلاتی ہوں کہ تمہاری فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مردوں کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔ (حقوق البیت ص ۵۱)

مردوں سے خوشامد کرانے اور نخرے کرنے کا مرض

عورتوں پر تعجب ہے کہ یہ حج کا ارادہ کر کے مردوں سے بھی زیادہ اپنے کو بڑا سمجھنے لگتی ہیں آج کل عموماً ویسے بھی عورتوں میں بڑائی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔

بعض دفعہ تو یہ مردوں سے خوشامد کراتی ہیں ان کو شرم اور غیرت بھی نہیں آتی کہ مردرات دن جان کھپا کر ان کے واسطے کما کر لاتے ہیں، کیا مردوں کی عنایت و بخشش کا یہی نتیجہ ہے کہ یہ مردوں کے سر چڑھ ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر عورتیں ذرا صبر وتحمل سے کام لیا کریں تو ان کو مردوں سے زیادہ ثواب ملے کیونکہ یہ ضعیف اور کمزور ہیں۔

کمزوروں کا تھوڑا سا عمل بھی طاقتور آدمی کے بہت سے اعمال سے بعض دفعہ بڑھ جاتا ہے، مگر عورتوں میں جس قدر ضعف (کمزوری) ہے یہ اسی قدر مردوں پر شیر ہوتی ہیں اور یہ مردوں کا تحمل ہے کہ ان کو سر چڑھا لیتے ہیں ورنہ ان کے سامنے عورتوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اگر مرد کو غصہ آجائے تو ایک دن میں ان کو درست کر سکتا ہے۔ چنانچہ سخت مزاج کے لوگ ایسا کر بھی لیتے ہیں۔

بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ عاقل مرد پر عورت غالب ہو جاتی ہے۔ مگر جاہل مرد ان پر غالب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عقلمند آدمی صبر وتحمل سے کام لیتا ہے اور جاہل تحمل نہیں کرتا اس لئے جاہلوں سے یہ خوب درست رہتی ہیں۔ بہر حال عورتوں کو تکبر کرنا بہت نازیبا ہے!

(الضحایہ ملحقہ سنت ابراہیم ص ۱۳۷ ج ۱۷)

شوہر کو ناراض کرنا

(۱) عورتیں اس میں بھی کوتاہی کرتی ہیں۔ شوہر کی ناراضگی ایسی چیز ہے کہ اس سے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ عورتوں کی عادت ہے کہ شوہروں کے سامنے زبان درازی بہت کرتی ہیں۔ بھلا اس کو اس طرح تکلیف پہونچانی چاہئے؟ اول تو ہر وقت ہی اس کا مزاج دیکھ کر بات کہو۔ ایسی بات نہ کہو جو اس کو ناگوار ہو۔

(۲) خاص طور پر جب وہ باہر سے گھر میں آئے اس وقت تو ضرور ہی پہلے اس کے کہ مزاج کو دیکھ لو کہیں کسی سے لڑ کر نہ آیا ہو کسی وجہ سے غصہ میں نہ ہو۔ مگر ان کو ذرا بھی صبر نہیں ہوتا۔ بس آتے ہی ٹانگ لیتی ہیں۔

(۳) شوہر کے حق میں (اگر تم ہے) گستاخی ہو جائے تو بہ کرو۔ اور اس سے معاف کراؤ۔

تم خاوند کو برابر کا دوست سمجھتی ہو اور اس کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرتی ہو۔ یاد رکھو وہ جیسے دوست ہے حاکم بھی تو ہے دوست تو اس واسطے ہے کہ اس کے حقوق ادا کر سکو کیونکہ محبت میں جیسے حقوق ادا ہو سکتے ہیں بغیر محبت کے ادا نہیں ہو سکتے۔

عورتوں کے مختلف امراض ناشکری

ناشکری کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہے حدیث میں بھی عورتوں کی اس صفت کا ذکر آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ کہ تم لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان وسلوک کرتے رہو پھر کبھی کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہو جائے تو صاف یوں کہیں گی مَا رَأَيْتُ مِنكَ خَيْرًا قَطُّ کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔ ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں۔ (حقوق البیت ص ۴۹)

ناشکری کا مرض

عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے اگر خدا تعالیٰ ان کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرما دیں تو یہ اس کو غنیمت نہیں سمجھتیں نہ اس پر خدا کا شکر کرتی ہیں۔ بلکہ ناشکری کرتی ہیں کہ ہائے ہمارے پاس ہے کیا؟ کچھ بھی نہیں۔ حدیث میں بھی ان کی اس صفت کا تذکرہ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں ہمیشہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَوْ اَحْسَنْتَ إِلَىٰ إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئاً قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ۔

کہ اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا برتاؤ کرتے رہو پھر بھی ایک دفعہ کوئی خلاف مزاج بات دیکھ لے تو وہ یوں کہے گی کہ میں نے تجھ سے کوئی بھلائی (مشکوۃ شریف) نہیں دیکھی ۔ (مشکوۃ شریف)

بس ذرا سی بات میں ساری عمر کے احسانات کو فراموش کر جاتی ہیں ۔ جہاں کسی دن ان کو شوہر کے گھر میں کھانے پہنے کی تنگی ہوئی اور انہوں نے اس کو منھ پر لانا شروع کیا کہ اس نگوڑے کے گھر میں آ کر تو میں نے ہمیشہ تنگی ہی دیکھی ۔ ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر کنویں میں دھکا دیدیا ۔ میں نے اس منحوس کے گھر میں کیا آرام دیکھا ۔ غرض جو منھ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہیں اور اس کا ذرا خیال نہیں کرتیں کہ آخر اسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش برتا ہے مجھے اس کو نہ بھولنا چاہئے ۔ اور خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے تکلیف آج ہی دکھلائی ہے اور زیادہ زمانہ عیش کا گذرا ہے ۔ (الکمال فی الدین ص ۷۶)

عورتیں چیزوں کے خریدنے میں اسراف کرتی ہیں جو گناہ ہے

ایک مرض عورتوں میں اور بھی ہے جو ناشکری کا شعبہ ہے کہ کوئی چیز خواہ کارآمد ہو یا کٹھی ہو پسند آنا چاہئے بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خریدی ہوئی چیز کام آ ہی جاتی ہے ۔ اور یہ عادت ناشکری کا شعبہ اس لئے ہے کہ اس میں شوہر کے مال کو برباد کرنا ہے ۔ خود اپنے مال کو برباد کرنا بھی ناشکری ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيطِيْنَ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُوراً ۔ بے شک بے موقع مال اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے ۔

اور جب مال بھی دوسرے کا ہو تو کفران حق کے ساتھ کفران شوہر بھی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ شوہر کی بھی ناشکری ہے (مؤمن کا قلب تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہے

گو اسراف (فضول خرچی) بھی نہ ہو۔ اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو صریح اسراف میں داخل ہے، حدیث میں ہے: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ آج کل گھروں میں اور خصوصاً بڑے گھروں میں بہت اسراف ہوتا ہے برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ لیکن مضبوط خاک بھی نہیں۔ ذرا ٹھیس لگ جائے چار ٹکڑے ہو جائیں، اور پھر ضرورت سے بھی زائد۔ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشے چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت اسراف ہے۔ (اصلاح النساء ص ۱۸۴)

اسراف اور فضول خرچی

اور ایک کوتاہی عورتیں یہ کرتی ہیں کہ خاوند کے مال کو بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں، خاص کر بیاہ شادی کی خرافات رسموں میں، اور شیخی کے کاموں میں۔ بعض جگہ تو مرد و عورت دونوں مل کر خرچ کرتے ہیں اور بعض جگہ صرف عورتیں ہی خرچ کی مالک ہوتی ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے۔ یا مقروض ہوتا ہے۔ تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہوتے ہیں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔ (حقوق البیت ص ۵۲)

الغرض عورتوں میں یہ بڑی کوتاہی ہے کہ وہ اسراف (فضول خرچی) بہت کرتی ہیں۔ بس یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم کو تو کمانا نہیں پڑتا تاہم جس طرح چاہیں خرچ کریں مرد اپنے آپ کما کر لائے گا۔ بعض جگہ ماما ئیں (نوکرانیاں) خوب گھر لوٹتی ہیں اور یہ ذرا خبر نہیں لیتیں۔ یاد رکھو! شوہر کے مال کی نگہبانی عورتوں کے ذمہ واجب ہے اس کو اس طرح رائیگاں کرنا جائز نہیں، قیامت میں عورتوں سے اس کا بھی حساب ہوگا۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۲)

شادیوں میں فضول خرچی

خصوصاً شادیوں میں عورتیں بہت فضول خرچی کرتی ہیں ان میں تو عورتیں ہی مفتی اعظم

ہوتی ہیں سارے کام انہی سے پوچھ کر کئے جاتے ہیں مرد جانتے ہی نہیں کہ شادیوں میں کہاں خرچ کی ضرورت ہے کہاں نہیں، بس جس جگہ عورتیں خرچ کرنے کا حکم دیتی ہیں وہاں بلا چوں چرا خرچ کیا جاتا ہے اور عورتوں نے ایسے بے ڈھنگے خرچ نکال رکھے ہیں جن میں فضول روپیہ برباد ہوتا ہے۔ ان شادیوں کی بدولت بہت سے گھر تباہ و برباد ہو گئے۔لیکن اب بھی لوگوں کو عقل نہیں آئی اور ان رسوم وغیرہ میں عورتوں کا اتباع نہیں چھوڑتے۔اب بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔جب سارا گھر بار نیلام ہو جائے گا اس وقت شریعت کے موافق شادی کی سوجھے گی۔

صاحبو! شادیوں میں بہت اختصار کرنا چاہئے کہ بعد میں افسوس نہ ہو کہ ہائے ہم نے یہ کیا کیا۔اگر کسی کے پاس بہت زیادہ ہی رقم ہو تو اس کو اس طرح برباد کرنا مناسب نہیں بلکہ دنیادار کو کچھ رقم جمع بھی رکھنا چاہئے اس سے دل کو اطمینان رہتا ہے۔ (الکمال فی الدین اللنساء ص ۱۱۲)

عورتوں کی بے جا خواہش

آج کل عورتوں کی حالت یہ ہے کہ یوں چاہتی ہیں کہ شوہر ہمارا غلام رہے بس رات دن ہماری ہی عبادت کیا کرے۔خدا تعالیٰ کا تو ارشاد یہ ہے کہ!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ۔

میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

لیکن عورتوں کا مسلک یہ ہے کہ وَمَا خُلِقَ الْأَزْوَاجُ الالِيُطِيعُونَ، شوہروں کو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے تا کہ میری اطاعت کریں۔

عورتوں کو چاہئے کہ شوہر کی اطاعت کیا کریں اس کا دل نہ دکھایا کریں۔

آج کل عورتیں اس کا ذرا بھی خیال نہیں کرتیں، وہ باہر سے دن بھر محنت اور مشقت اٹھا کر گھر میں آرام کے واسطے آتا ہے، یہاں ایک محنت بیگم اس غریب کو ستانے کے لئے موجود ہیں، کوئی بات نصیحت کی کہی تو ایک طعن (یا کوئی سخت کلمہ) بیچارہ پر کس دیا۔اور اگر کچھ تیز ہوا تو فرماتی ہیں کہ میں کسی کو لونڈی یا باندی تو نہیں، جو مجھ کو ایسا ایسا کہتے ہو۔

خدا کے لئے شوہر کا دل نہ دکھایا کرو۔ اس سے کوئی بڑی فرمائش نہ کیا کرو۔ اس کی کسی بات کو رد نہ کیا کرو۔ (یعنی نافرمانی نہ کرو)۔

فرمائش اگر کوئی کیا کرو، تو وقت دیکھا کرو، آدمی کا دل ہر وقت یکساں نہیں رہتا۔ جب دیکھو کہ اس وقت خاوند خوش ہے اس وقت ادب سے درخواست پیش کر دیا کرو۔

(الخضوع ملحقہ حقیقت عبادت ص ۳۱۴)

اپنے کو مرد کے برابر سمجھنے اور غصہ کرنے کا مرض

مردوں اور عورتوں میں قدرتی فرق ہے، یہ کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کر سکتیں، عقل ان میں کم قوی (اعضا) ان کے کمزور اس لئے یہ جلدی ضعیف بھی ہو جاتی ہیں، جب خدا نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات کا مدعی ہو، آج کل بعض قومیں مساوات کی بہت مدعی ہیں وہ عورتوں کو مردوں کے برابر کرنا چاہتی ہیں مگر کسی نے کر تو نہ لیا۔ بھلا قدرتی فرق بھی کہیں کسی کے مٹانے سے مٹ سکتا ہے؟ قدرتی طور پر مردوں اوعورتوں میں مساوات نہیں ہوسکتی پھر نہ معلوم عورتوں کو برابری کا دعویٰ کیوں ہے۔

تم تو مردوں کے سامنے اتنی چھوٹی ہو کہ حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے، کچھ ٹھکانا ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدے کا حکم ہوتا مگر اب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلے سے پیش آتی ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ صاحب مرد کے غصہ سے ہم کو بھی غصہ آجاتا ہے تو سمجھو کہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے، اور جس کو آدمی اپنے سے بڑا سمجھا کرتا ہے اس پر کبھی نہیں آیا

کرتا چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا، اسی طرح رعیت کے آدمی کو حاکم پر غصہ نہیں آتا، بیٹے کو باپ پر غصہ نہیں آسکتا، چاہے وہ اس پر کتنا ہی غصہ کرے، لیکن وہ سنتا اور برداشت کرتا ہے اور اپنے غصہ کو ظاہر نہیں کرسکتا) کیونکہ یہ اس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے پس تمہارا یہ عذر ہی خود ایک جرم کو بتلا رہا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کو کہتے ہیں۔

اے عورتو! تم کو مرد کے غصہ کی وجہ سے قصہ آنا یا تلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے، اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم سمجھتی ہو تو چاہے وہ کتنا ہی غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آسکتا، پس تم اس خیال فاسد کو اپنے دل سے نکال دو اور جیسا خدا نے تم کو بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو۔

شوہر کی سفر سے واپسی کے وقت عورتوں کی کوتاہی

عورتوں میں ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب مرد سفر سے آئے تو اس کی لیاقت یہ ہے کہ ان کے واسطے کچھ سوغات (ادھر ادھر کے سامان وغیرہ) ضرور لے کر آئے اور جو رقم دے گیا تھا اس کا حساب و کتاب کچھ نہ لے اور اگر کوئی مرد حساب لیتا ہو کہ اتنا دے گیا تھا وہ کہاں خرچ ہو گیا تو اس پر فتوی لگتا ہے کہ یہ مرد بہت برا ہے اور ذرا ذرا سی چیز کا حساب لیتا ہے بس ان کے یہاں سب سے اچھا وہ ہے جو بالکل زن مرید (بیوی کا مرید) ہو۔ جو بیوی نے کہا فوراً پورا کر دیا۔ اور رقم دے کر کچھ نہ پوچھے کہ تم نے کہاں خرچ کیا۔ اور یہ ساری خرابی مال کی محبت کی بدولت ہے جو عورتوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ (اسباب الغفلہ ملحقہ دین و دنیا ص ۲۳۸)

شوہر کے مال میں تصرف

عورتیں بعض دفعہ خاوند کے مال میں تصرف کرتے ہوئے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اجازت دے دے گا اور بعض دفعہ وہ خاموش بھی ہو جاتا ہے مگر بعض مرتبہ خوب خفا ہوتا ہے اور میاں بیوی میں خوب اچھی طرح تو تو میں میں ہوتی ہے۔ کانپور میں ایک دفعہ کسی بی بی نے مراد آباد کا حقہ ایک مدرسہ کے جلسہ میں عاریہ دے دیا خاوند نے بے حد سختی کی۔ (ملحقہ دین و دنیا ص ۷۷۳)

غرض جب تک اجازت صراحۃً نہ ہو یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک عورتوں کو چندہ میں کچھ نہ دینا چاہئے۔

میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں چندہ کے بارے میں بہت سخی ہوتی ہیں۔ جہاں انہوں نے صدقہ کے فضائل کسی وعظ میں سنے اور زیور نکالنا شروع کیا۔ یاد رکھو! جو زیور خاص تمہاری ملک ہو اس میں سے دینے کا تو مضائقہ نہیں مگر جو زیور شوہر نے محض پہننے کے لئے دیا ہو اس کو چندہ میں دینا خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ خاوند کا مال دیا جائے۔

اور اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو اس میں خاوند کی اجازت کی ضرورت نہیں مگر اس سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال اجازت کا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں۔ (اسباب الغفلہ ص ۷۸۳ دین و دنیا)

دوسروں کے کپڑے دیکھ کر خود اسی طرح کے کپڑے بنوانا

ایک عورت نے لکھا کہ حضرت اقدس میرا دل چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے دے بھی رکھا ہے اور نیت بھی یہ ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہ چاہتے ہیں۔

مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو عمدہ کپڑے پہنے دیکھتی ہوں تو دل یہ چاہتا ہے کہ اس قسم کا بھی لے لوں۔ (ایسے موقع پر) اکثر تو خاموش رہتی ہوں مگر کبھی فرمائش بھی کر دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں:

فرمایا زینت اختیار کرنے کے درجات میں افراط، تفریط (یعنی کمی و زیادتی) مذموم ہے اور اعتدال (یعنی درمیانی طریقہ) محمود (اور پسندیدہ) ہے صورت مذکورہ میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ۔ اگر توقف سے (یعنی وقت گذر جانے کے بعد) ذہن سے نکل جائے تو فبہا (بہت اچھا) اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت بنالو، اگر

اتفاقاً نہ مل سکیں تو جانے دو۔ اور اگر دیکھو کہ اتنی مدت تک انتظار کرنے سے) طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت۔ بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تاکہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جائے۔ اور اگر تمہارے شوہر تم کو جیب خرچ بھی دیتے ہوں تو ایسا کپڑا اپنی جیب خرچ کی رقم سے خریدو تاکہ نفس حدود میں رہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۹۷)

عورتوں میں تکبر کا مرض بہت ہے

تکبر انسان کو تمام فیوض و برکات سے محروم کر دیتا ہے یہی تو وہ بلا ہے جس کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔ ہمارے اندر تکبر گھسا ہوا ہے اسی واسطے ہم کمال دین سے محروم ہیں۔

اور عورتوں میں یہ مرض بہت ہے اول تو ان میں دیندار بہت ہی کم ہیں اور جو دیندار ہیں بھی وہ اپنے کو نہ معلوم کیا سمجھتی ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ عورتیں کم حوصلہ والی ہوتی ہیں اور ذراسی بات میں تکبر کرنا اور بڑائی کرنا کم حوصلہ آدمی کا کام ہے۔

ایک عورت بڑی نمازن تھی اتفاق سے اس کی شادی ڈاڑھی منڈے بے نمازی سے ہوگئی تو وہ کیا کہتی ہے کہ اللہ رے تیری شان ایسی پارسا عورت ایسے بے دین سے بیاہی گئی۔ گویا اسے نعوذ باللہ خدا پر بھی اعتراض تھا کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کچھ ضابطہ نہیں جوڑے جوڑ کر نہیں دیکھتے، استغفر اللہ، ارے تم کو کیا خبر ہے کہ کس کا خاتمہ اچھا ہوا؟ خدا تعالیٰ کس کو بخشے اور کس کو جہنم میں بھیج دے کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بے نمازی کو کسی ادا پر بخش دے اور تم کو اس تکبر کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دے۔ اول تو خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں دوسرے جن اعمال پر تم کو ناز ہے کیا خبر ہے وہ قبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ گو امید تو یہی رکھنی چاہئے کہ قبول ہوئے ہیں۔ مگر وحی بھی نہیں آگئی اس لئے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اور کبھی اپنے اعمال پر ناز نہ کرنا چاہئے نہ دوسروں کو حقیر سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ ہے اعمال کے برباد ہوجانے۔ (الکمال فی الدین ص ۹۳)

آج کل یہ خبط (اور عام مرض) ہو گیا ہے کہ تھوڑا سا کمال ہو جاتا ہے تو اپنے کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں۔ اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو رابعہ سمجھنے لگتی ہے اور ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کی کسی نے تربیت تو کی نہیں، کتابیں پڑھ پڑھ کر دیندار ہو جاتی ہیں۔ بس ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی طب (ڈاکٹری) کی کتابیں دیکھ کر دوائیں کھانے یا بنانے لگے۔ اس سے بجائے نفع کے ضرر غالب ہوگا۔ جب تک طبیب کی رائے سے دوا نہ کھائے کچھ نفع نہ ہوگا۔ اسی طرح چونکہ عورتوں کے اخلاق کی تربیت نہیں ہوتی اور کسی مربی (تربیت کرنے والے) سے رجوع نہیں کرتیں اور جو کچھ سمجھ میں آتا ہے کر لیتی ہیں اس لئے اپنے کو باکمال سمجھنے لگتی ہیں۔

ایک لڑکی کا کسی شخص سے نکاح ہوا۔ وہ لڑکی نماز روزہ کی پابند تھی اور شوہر اتنا پابند نہ تھا اور آوارہ سا تھا تو وہ لڑکی کہتی ہے کہ افسوس! میں ایسی پرہیز گار اور ایسے شخص کے جال میں پھنس گئی میری قسمت ڈوب گئی۔ حالانکہ بے وقوف یہ نہیں سمجھتی کہ اگر ہم نے نماز پڑھی روزہ رکھا تلاوت کی تو اپنا کام کیا دوسرے پر کیا احسان کیا کوئی دوائی پی کر فخر کرتا ہے کہ میں بڑا بزرگ ہوں۔ دوا پیتا ہوں اسی طرح یہ سب طاعات ہیں کہ ان میں اپنا ہی نفع ہے۔ اگر خدا کی نعمتوں کو دیکھا جائے تو درحقیقت ہماری نماز روزہ کچھ بھی نہیں اور جہاں ہزاروں انبیاء اولیاء اور ملائکہ کی عبادت کے ذخیرے اور ڈھیر کے ڈھیر موجود ہوں ان کے مقابلہ میں ہمارے روزہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جواہرات کے سامنے مٹی کے کھلونے۔ تو حقیقت میں حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہماری ایسی عبادتوں کو قبول فرما لیتے ہیں۔ یہ محض حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ہماری ناقص عبادت کو بھی عبادت شمار کر لیا یہ محض فضل ہے پھر ایسی عبادت پر خوش ہونا اور فخر کرنا جہالت ہے۔ اور اس فخر و کبر کا منشاء بھی جہالت ہے اور جس قدر عقل کم ہوتی ہے یہ مرض کبر کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کے مقابلہ میں یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

تکبر اور خود پسندی کا علاج اس طرح کریں

ایک عورت نے حکیم الامت حضرت تھانوی کی خدمت میں ایک خط میں تحریر کیا کہ: والدین کے گھر گئی تو وہاں اکثر مردوں اور عورتوں کو بے نماز پایا۔ اور میں با قاعدہ نماز پڑھتی تھی۔ بہت دفعہ دل میں خیال آتا تھا کہ میں ان بے نماز مردوں اور عورتوں سے اچھی ہوں یہ لوگ فضول وقت ضائع کرتے ہیں میں عبادت کر لیتی ہوں۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ میں کیا کروں تاکہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا عیب دور ہو۔

حکیم الامت حضرت تھانوی نے جواب ارشاد فرمایا: اس میں تو انسان مجبور ہے کہ اپنے نمازی ہونے کا اور ان کے بے نمازی ہونے کا خیال آئے۔ لیکن اس میں مجبور نہیں کہ وہ یوں سوچے کہ گو میں نمازی ہوں اور یہ بے نمازی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر نمازی بے نمازی سے اچھا ہو ممکن ہے بے نمازی کے پاس کوئی ایسا نیک عمل ہو اور نمازی کے پاس ایسا کوئی برا عمل ہو جس سے مجموعی طور پر وہ بے نمازی اس نمازی سے افضل ہو۔

دوسرے ممکن ہے کہ انجام میں (یعنی آئندہ چل کر یہ نمازی بے نمازی ہو جائے اور بے نمازی نمازی ہو جائے۔ بہر حال بے نمازی کے اللہ کے نزدیک افضل ہونے کا احتمال ہے پھر اپنے کو افضل سمجھنے کا کیا حق ہے؟ البتہ نماز ایک نعمت ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو عطا فرمائی ہے۔ اور بے نمازی ہونا ایک مرض ہے جس میں یہ بے نمازی مبتلا ہے تو جس طرح صحت والے کو شکر کرنا واجب ہے اور مریض کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔ بلکہ اس پر رحم کرے اور اس کی صحت کے لئے دعاء کرے اسی طرح مجھ کو بھی چاہئے کہ (اپنی عبادت پر اللہ کا شکر کرے) اور مریض کی حالت پر رحم کرے (یعنی اس کی ہدایت کی دعاء و کوشش کرے)۔

اس طرح بار بار خیال کرنے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔ اور اس طرح سوچنا اختیاری بات ہے اس اختیار سے کام لینا چاہئے۔ (مکتوبات اشرفیہ بحوالہ نیک خاوند نیک بیوی)

تواضع کی ضرورت اوراس کے حاصل کرنے کا طریقہ

تم یہ سمجھو کہ حضرت مریم علیہا السلام تم سے تو بزرگی میں زیادہ ہی تھیں۔ اتنے کمالات کے باوجود پھر بھی ان کو یہ حکم ہے کہ اے مریم تواضع اختیار کرو اپنے رب کے سامنے اور سجدہ کرو۔

مطلب یہ ہے کہ دل کو بھی مشغول رکھو اور اعضاء کو بھی، یعنی نماز پڑھو چونکہ نماز کے تمام ارکان میں سے بڑا مقصود سجدہ ہے اسی لئے اس کی تخصیص فرمائی اور وَارۡكَعِي مَعَ الرّٰكِعِينَ میں یا تو رکوع مراد ہے اور یا لغوی معنی مراد ہیں، اور میں دوسرے احتمال پر تفسیر کرتا ہوں، پس مطلب یہ ہوگا کہ جھکو، یعنی عاجزی کرو، اس کے بڑھانے سے اشارہ اس طرف ہے کہ سب کچھ کرو مگر اپنے کو پست کرو۔ خدا کے سامنے کمزور سمجھو اور مع الراکعین کے بڑھانے میں یہ نکتہ ہے کہ تواضع کے حاصل ہونے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تواضع کرنے والوں کے ساتھ رہو یعنی نیک صحبت اختیار کرو صحبت صالحہ اخلاق کی درستی کا عمدہ ذریعہ ہے۔ بغیر صحبت کے اخلاق کی درستگی نہیں ہوتی۔

اور چونکہ عورتوں کو ایسا موقع بہت کم ملتا ہے اسی واسطے ان کے اخلاق عموماً درست نہیں ہوتے۔ پس ان کو نیک صحبت کی بہت ضرورت ہے۔

مردوں کے لئے تو اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی خدمت میں جا کر رہیں، سو یہ تو عورتوں سے نہیں ہوسکتا ہے، اور مناسب بھی نہیں۔ اس لئے کہ اول تو ان کے گھر کے مشاغل اس قدر ہیں کہ اتنی فرصت ان کو نہیں مل سکتی۔ دوسرے ان کی وضع کے بھی خلاف ہے البتہ عورتوں میں اگر کوئی عورت بزرگ اور خدا رسیدہ ہو تو ان کی خدمت میں رہیں۔ لیکن عورتوں میں ایسی بہت کم ہیں۔

تاہم اگر ایسا موقع میسر ہو تو ان کے پاس بیٹھو۔ لیکن یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کے تذکرے اور ان کی حکایتیں دیکھا کریں۔ بطور نمونہ کے چند حکایتیں اہل تواضع کی بیان کی جاتی ہیں۔ (الخضوع حقیقت عبادت ص ۳۲۰)

اے عورتو! تواضع سے متعلق چند بزرگوں کی حکایتیں پڑھواوران پرعمل کرو

(۱) حضرت اسماعیل شہید بہت تیز مزاج مشہور تھے، ایک شخص آزمانے کے لئے آیا۔ اس وقت مولانا عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے اس نے پکار کر کہا کہ: مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ حلال کی پیدائش نہیں ہیں (یعنی حرامی ہیں) حضرت مولانا کے اندر ذرا بھی تغیر نہ آیا (غصہ نہ ہوئے) اور ہنس کر فرمایا کہ آپ سے کسی نے غلط روایت کیا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں۔

(۲) حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث دہلوی سہارنپوری بیٹھے ہوئے حدیث کا درس دے رہے تھے، ایک شخص نے سامنے آکر برا بھلا کہنا اور گالیاں دینا شروع کیا، شاگرد بگڑے اور چاہا کہ اس کی خبر لیں۔ مولانا نے سب کو منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ جو کچھ یہ کہتا ہے سب تو غلط نہیں ہے کچھ تو سچ بھی ہے۔

(۳) حضرت گنگوہی ایک دفعہ حدیث کا سبق صحن میں پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی سب طلباء کتابیں لے کر مکان کے اندر بھاگے، مولانا نے کیا کیا کہ سب لڑکوں کی جوتیاں جمع کر رہے تھے، کہ اٹھا کر لے چلیں لوگوں نے دیکھا کہ یہ حالت ہے تو مارے شرم کے کٹ گئے۔ سبحان اللہ نفس کا تو ان لوگوں میں شائبہ بھی نہ تھا۔ (حسن العزیز ص ۷ ۲۳ ج ۴)

(۴) ایک شخص ایک بزرگ کے سامنے سے اکڑتا مکڑتا ہوا گزرا ان بزرگ نے فرمایا کہ اترا کر مت چل، اللہ تعالی ایسی چال کو پسند نہیں کرتا۔ وہ شخص بہت بگڑا، اور کہا کہ جانتے نہیں میں کون ہوں؟۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ جانتا ہوں کہ تیری ابتدا تو یہ ہے کہ تو ایک گندہ پانی ہے (یعنی تو ناپاک قطرہ تھا جس سے پیدا ہوا ہے) اور انتہا تیری یہ ہے کہ تو مردہ ریزہ ریزہ ہے۔ اور درمیانی حالت یہ ہے کہ تو پاخانہ کا بوجھ اپنے پیٹ میں اٹھا رہا ہے۔

واقعی ہم لوگوں کی حقیقت یہی ہے، اب ہم مجلس میں یہاں بڑے معزز بنے بیٹھے ہیں، ابھی اگر پیٹ پھٹ جائے، یا پیٹ میں ایک سوراخ کھل جائے تو بدبو کی وجہ سے یہاں لوگوں کا بیٹھنا دشوار ہو جائے گا۔ معتقدین کا سارا اعتقاد رخصت ہو جائے گا۔ ہم کو اس کا خیال نہیں۔ ورنہ حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو ہم میں سے ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ ایک ایک کے پیٹ میں کم از کم دو تین سیر نجاست موجود ہے اتنا بڑا عیب تو لئے پھرتے ہیں پھر بھی ہم اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ کتنی بڑی حماقت اور جہالت ہے، یوں نہ سمجھو کہ ہم بڑے ہیں، بلکہ یوں سمجھو کہ ہم سڑے ہیں۔ ایسی ایسی حکایتیں دیکھا کرو۔ پھر انشاء اللہ فخر کا دعوی نہ رہے گا۔

بعض دفعہ عورتوں کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ ہم کو فرصت کہاں تم تو مرد ہو، نہ بچوں کا ساتھ، نہ برتن ہانڈی کا کام، ہمارا تو بچوں کا ساتھ ہے، برتن ہانڈی میں ہاتھ رہتے ہیں۔ کپڑے ناپاک رہتے ہیں ہم نماز کیسے پڑھیں۔ اور فرصت تو نہیں ملتی، استغفر اللہ ان سے کوئی پوچھے کہ جب چار عورتیں جمع ہو کر دنیا بھر کے قصے لے بیٹھتی ہیں اور باتوں میں گھنٹوں مصروف رہتی ہیں۔ اس وقت ان فضول قصوں کے لئے کہاں سے وقت نکل آتا ہے۔ باقی کپڑوں کے ناپاک رہنے کا عذر بھی بالکل بے ہودہ ہے۔ اگر ایک جوڑا نماز کے لئے الگ کر دیا جائے تو کچھ مشکل نہیں۔

عورتوں میں مکاری اور چالاکی کا مرض بہت ہے اور عقل کم ہے

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے۔ جناب رسول اللہ اللہ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو! اس لئے کہ مجھے دکھلایا گیا ہے اہل دوزخ میں تم سب سے زیادہ ہو۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ تم لعنت و ملامت بہت کرتی ہو۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ ہوشیار مرد کی عقل سلب کرنے والا (یعنی مغلوب کرنے والا) کوئی نہیں دیکھا۔

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے بڑے سے بڑے ہوشیار مرد کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقلمند بے عقل ہو جاتے ہیں۔ان کے لہجہ میں خلقۃ (یعنی پیدائشی طور پر ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خوامخواہ مرد اس سے متاثر ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکر اور چالاکی ان میں زیادہ ہوتی ہے۔عقل اور شئی ہے اور مکر اور چالاکی دوسری شئی ہے۔شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی اسی واسطے دھوکہ کھایا۔

غرض عقل اور شئی اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے عقل محمود (اور پسندیدہ) ہے اور اس کا نہ ہونا مذموم (عیب) ہے اور چالاکی مذموم (بری عادت) ہے اس کا نہ ہونا پسندیدہ ہے۔شریعت میں بھی یہ پسند نہیں کہ دوسروں کو نقصان پہونچائے کیونکہ یہی مکر ہے۔اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کیونکہ یہ کم عقلی ہے۔

غرض کہ عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں اس چالاکی اور مکر کی وجہ سے عقلمند کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے شوہر کا دل اپنی طرف ہو جائے اور سب چھوٹ جائے۔ بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سے پہلے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ شوہر ماں باپ سے چھوٹ جائے، یہ بہت ظلم کی بات ہے۔(اصلاح النساء ص ۱۸۸)

عورتوں میں زیادہ بولنے کا مرض بھی عام ہے

حدیث شریف میں ہے مَنۡ سَکَتَ سَلِمَ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی ۔ واقعی زیادہ گناہ ہم لوگوں سے اس زبان ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔خصوصاً عورتوں کو اس قدر بولنے کا شوق ہوتا ہے کہ جب بیٹھیں گی تو باتوں کا وہ سلسلہ چلائیں گی کہ ختم ہی نہیں ہوگا۔خدا جانے ان کی باتیں اتنی لمبی کیوں ہوتی ہیں۔اور جب یہ باتوں میں مشغول ہو جاتی ہیں تو ان کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باتوں ہی کو اصلی مقصود سمجھتی ہیں۔وہ مزے لے لے کر باتیں کرتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے

کہ ترس ترس کر ان کو دولت ملی ہے، بخلاف مردوں کے کہ ان کی باتوں اور تمام کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ختم کر کے وہ دوسرے کام میں لگنا چاہتے ہیں، خدا کے واسطے اپنی عقل درست کرو۔

یا درکھو زیادہ بولنے سے کوئی عزت نہیں ہوتی عزت اس عورت کو ہوتی ہے جو خاموش رہے۔ اور اگر خاموش ہوکر ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا نام لے (تسبیح پڑھے) تو اس کی بڑی قدر اور عزت ہوتی ہے۔ مگر باتیں کرنے کی جن کو عادت ہوجاتی ہے یہ کیسے چھوٹ سکتی ہے خواہ ذلت ورسوائی ہو، کوئی ان کی بات بھی کان لگا کر نہ سنے لیکن ان کو اپنی ہانکنے سے کام۔ (الدنیا ص ۱۰۱)

بعض عورتوں کو باتیں کرنے کی ایسی عادت پڑجاتی ہے جیسے نمرود کو جوتیاں کھانے کی عادت پڑگئی تھی

قصہ یہ ہوا تھا کہ جب نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بہت سمجھایا مگر نہ مانا اور برابر سرکشی کرتا رہا اور یہ کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے خدا کا لشکر منگا لے، جانتا تھا کہ ان کا مددگار ہے کون۔ اور اپنے لشکر پر گھمنڈ تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی کے واسطے سے اس کو اطلاع دی کہ فلاں دن خدائی لشکر آئے گا تیار ہوجاؤ چنانچہ اس نے لشکر کو مہیا کیا، اور خیال کرتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ خیال ہی خیال ہے چنانچہ تھوڑی دیر میں مچھروں کا ایک غول ایک جانب سے آیا اور ایک ایک مچھر نے ہر سپاہی کے دماغ میں گھس کر اس کا کام تمام کردیا (یعنی ہلاک کردیا) نمرود یہ منظر دیکھ کر محل میں گھس گیا۔ ایک لنگڑا مچھر آکر اس کی ناک میں گھس گیا۔ اور دماغ پریشان کردیا، اگر سر میں جوتا لگتا تھا تو کچھ چین آجاتا تھا۔ چنانچہ جو آتا تھا بجائے سلام کرنے کے چار جوتیاں اس کے سر پر مارتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ تیری شوکت اور قدرت بس اتنی ہی ہے کہ ایک مچھر نے اور وہ بھی لنگڑا اس نے تجھے پریشان کرڈالا۔

اسی طرح جو مرد اور جو عورتیں دین سے رشتہ چھوڑ کر اپنی خواہشات نفسانی اور خرافات میں مبتلا ہیں اور اس حالت میں وہ خوش ہیں، خدا کی قسم یہ جوتیاں کھانا ہے۔

بعض مردوں کو بھی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فراغت (خالی وقت دیا) ہے مگر وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔ بس رات دن یہ مشغلہ ہے کہ کسی دکان (ہوٹل وغیرہ) میں بیٹھ گئے اور کسی کی غیبت کر لی کسی کے حسب نسب میں طعن کر دیا۔ کسی کو صلاح دے دی۔ کسی کو بڑھا دیا کسی کو گھٹا دیا۔ ان سے کوئی پوچھے کہ اگر تم یہ باتیں نہ کرو تو تمہارا کون سا کام اٹکا ہوا ہے اور اس سے کسی اور کا کچھ نقصان نہیں اپنی ہی زبان اور دل گندہ کرتے ہیں اور بعض عورتیں تو شیطانوں والے کام خود بھی کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی سکھلاتی ہیں۔

عورتو! تم بدگمانی سے بچو یہ بہت گندی صفت ہے

عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے۔ تقریبات (یعنی شادیوں اور عورتوں وغیرہ) کے ہنگامہ میں بعض دفعہ عورتیں زیور کو نکال کر موقع بے موقع ڈال دیتی ہیں۔ پھر اس کی تلاش میں تکلیف الگ ہوتی ہے اور برائیاں ہوتی ہیں۔ عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے فوراً کسی کا نام لے دیتی ہیں کہ یہ کام اس کا ہے اس لئے باہر پھرنے والی بچی کو جو کہ ناسمجھ بھی ہو، زیور پہنانا بڑی غلطی ہے۔ مگر عورتوں کو اس کا خبط ہے۔ اور غضب یہ کہ بچیوں کو بھی اس کا شوق ہوتا ہے اگر ان کے ناک کان نہ چھدوائے جائیں تو روتی اور ضد کر کے چھدواتی ہیں چاہے تکلیف ہی ہو گے لعن طعن اور کوسنے کا مرض (عورتوں کا ایک مرض ہے) لعنت ملامت زیادہ کرنا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک ان کا یہی مشغلہ ہے کہ جس سے دشمنی ہے اس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اس کو کوستی ہیں، اپنی اولاد کو کوستی ہیں، اپنی جان کو کوستی ہیں۔ اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت کے قابل ہو یا نہ ہو اس کو بھی کوستی ہیں۔

یادرکھو! بعض وقت قبولیت کا ہوتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ ہمارے یہاں ایک شخص سج زدہ ہے۔ (جو ایک بڑا مرض ہوتا ہے) جو کہ چارپائی سے ہل نہیں سکتا۔

اور سخت تکلیف میں ہیں۔اس کی ماں نے اس کو کسی شرارت کی وجہ سے یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چار پائی کو لگ جائے۔خدا کی قدرت کہ وہ ایسا ہی ہو گیا۔اور اس کی مصیبت خود والدہ صاحبہ کو ہی اٹھانا پڑی۔(اصلاح النساء ص ۱۸۳)

الغرض بعض عورتیں اپنے بچوں کو کوستی ہیں اور کبھی وہ کوسنا لگ بھی جاتا ہے اور پھر سر پکڑ کر روتی ہیں۔

عورتوں میں حسد کا مرض جو مستقل گناہ ہے

حسد کا مرض بھی عورتوں میں بہت ہے ذرا ذرا سی بات پر ان کو حسد ہوتا ہے۔مثلاً اسی پر حسد ہوتا ہے کہ (میرا شوہر اپنے) ماں باپ کو یہ چیزیں (اور سامان) کیوں دیتا ہے۔اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ چیز ہمارے پاس رہتی۔

لیکن اے عورتو! میں تمہاری اس بارے میں تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔مردوں کو سیکڑوں وسوسے پیش آتے ہیں،علماء سے الجھتے ہیں لیکن تم کو اس میں شک وشبہ بھی نہیں ہوتا۔مگر معلوم نہیں کہ یہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اس موقع پر کہاں گیا۔

خوب سمجھ لو کہ جس قدر تقدیر میں ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔پھر حسد وجلسن کاہے کے لئے کرتی ہو۔اور یہی حسد ہے جس کی وجہ سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے۔لیکن کوئی عورت اس کا اقرار ہرگز نہ کرے گی کہ مجھ کو حسد ہے بلکہ مختلف پیراؤں میں جلن نکالتی ہے کہ فلانی میں یہ عیب ہے فلانی باہر کی ہے شرافت میں میرے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔(حقوق الزوجین حقوق البیت ص ۵۵)

عورتوں میں مانگی ہوئی چیز واپس نہ کرنا بھی گندی عادت ہے

(عورتوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ) مانگی ہوئی چیز میں سستی ولا پرواہی کرتی ہیں۔حالت یہ ہے کہ کوئی چیز منگائی اور کام بھی ہو گیا مگر یہ توفیق نہیں ہوتی کہ واپس کر دیں۔جب دینے والا (مالک) خود ہی مانگتا ہے تب دیتی ہیں۔اور خود بھی دیں گی تو ایک عرصہ کے بعد،اس میں

بہت سی چیزیں گم ہوجاتی ہیں۔اور خراب بھی ہوجاتی ہیں۔بعض وقت مہینوں گذر جاتے ہیں (لیکن چیز) واپس ہی نہیں کی جاتی۔اگر کسی نے طلب کرلیا تو دیدی ورنہ پرواہ بھی نہیں ہوتی۔گو نیت خراب نہ ہومگر تساہل (سستی) اس قدر ہے کہ حد سے زیادہ۔(احکام المال التبلیغ ص ۴۰ ص ۱۵)

دوسرے کا سامان برتن وغیرہ واپس نہ کرنا یا اسمیں کھالینا حرام ہے

اور ایک بے احتیاطی (اور بڑی کوتاہی) یہ ہوتی ہے کہ کھانے کے ساتھ جو برتن چلے جاتے ہیں انہیں واپس کرنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی بس اپنے یہاں ان برتنوں) کا استعمال کرتی ہیں اسی طرح مدت ہوجاتی ہے جب خود منگاتے ہیں تب ملتے ہیں۔خود میرے گھر میں سستی ہوتی ہے۔ حالانکہ شریعت نے اس میں اتنی احتیاط کی ہے کہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر کوئی کھانا بھیجے تو اس برتن میں کھانا حرام ہے اپنے برتن میں الٹ لو پھر کھاؤ۔ہاں ایک صورت میں جائز ہے کہ وہ کھانا ایسا ہو جو برتن بدلنے سے خراب ہوجاتا ہو (جیسے فیرینی کلفی وغیرہ) یا اس کا لطف جاتا رہے۔تو اگر ایسا کھانا ہو تب اس برتن میں کھانا جائز ہے ورنہ نہیں ہاں اگر مالک استعمال کرنے کا اجازت دے دے تو جائز ہے۔

فقہاء کے قول کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِیٔ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْہُ (خبردار ہوجاؤ کسی مسلمان کا مال اسکی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔(بیہقی)

کھانا بھیجنے والوں کو ان برتنوں کا استعمال ناگوار ہوتا ہے اور جب کھانا ایسا ہو کہ برتن بدلنے سے خراب ہوجاتا ہو یا اس کا لطف جاتا رہے تو وہاں دلالۃً (مالک کی طرف سے) اسی برتن میں کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔پس فقہاء کے کلام کا خلاصہ یہی ہوا کہ قرائن (انداز) سے جہاں اجازت ہو تو جائز ہے اور اگر قرائن (انداز) سے اجازت نہ ہو تو جائز نہیں۔

دوسرے کی ملک میں بلا اجازت کے تصرف کرنے (اور استعمال کرنے) سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔اگر وہ چیز ضائع ہوجائے تو ضامن ہوتا ہے۔(یعنی اس کا تاوان دینا لازم ہوتا ہے۔

قرض لے کر نہ دینا

عورتوں میں ایک خرابی یہ ہے کہ قرض لے کر ادا نہیں کرتیں۔ قرض ادا کرنے کی بالکل عادت ہی نہیں۔ اس لئے ان کا اعتبار نہیں رہا۔ اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہر ایک سے قرض مانگتی ہیں اور کوئی دیتا نہیں حالانکہ قرض دینے کا بڑا ثواب ہے، چنانچہ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ دینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرض دینے سے اٹھارہ۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ قرض وہی مانگتا ہے جسے سخت ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے پھر واپس کرنا پڑتا ہے۔ بخلاف صدقہ کے۔

تو قرض دینے کا (یا ادھر کوئی چیز دینے کا) اتنا بڑا ثواب ہے۔ مگر جب کوئی لے کر ادا ہی نہ کرے پھر کون دے۔ حالت یہ ہوگئی ہے کہ قرض دے کر وصول نہیں ہوتا حتی کہ قرضدار سامنے آنا تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ کوئی سامان خرید کر ایک دو روپیہ ادھار کر کے پھر دینے کا نام نہیں لیتے اور معمولی رقم ایک دو روپیہ ہونے کی وجہ سے دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے اور وصول کرنے والے کو مانگتے ہوئے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قیامت کا معاملہ بہت نازک ہے۔ تین پیسے بھی جس کے ذمہ رہ جائیں اس کی سات سو مقبول نمازیں چھین کر حق والے کو دلوادی جائیں گی۔ یہ کس قدر خوف کی بات ہے۔ ساری عمر نماز پڑھی۔ اور قیامت میں چھین لی گئی۔ یہ نتیجہ ہوگا کہ آخرت بھی برباد، کی کرائی عبادت بھی اپنے پاس نہ رہی۔

ریل کے سفر میں بعض دیندار عورتوں کی کوتاہی

ریل کے سفر میں اکثر عورتیں اور بعض مرد بھی اس قدر سامان لے جاتے ہیں جو حد اجازت (یعنی قانون سے) زیادہ ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا محصول دیتے ہیں نہ وزن کراتے ہیں (نہ رسید کٹاتے ہیں)۔

اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خود تو تیسرے درجہ (تھرڈ کلاس) کا ٹکٹ لیا تھا لیکن اتفاق

سے میانہ درجہ (سیکنڈ کلاس) میں کوئی دوست بیٹھا ہے تو اس کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اور دو تین اسٹیشن تک اس پر بیٹھے چلے گئے۔ یا ٹکٹ لیا دو تین اسٹیشن کا اور چلے گئے بہت دور تک ان سب صورتوں میں یہ شخص ریلوے محکمہ کا قرضدار رہتا ہے اور قیامت کے دن اس سے وصول کیا جائے گا۔ اگر بھی ایسی غلطی ہوگئی ہو تو اس کے ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کر کے جس قدر ریلوے کی قیمت اپنے ذمہ نکلے اس قیمت کا ایک ٹکٹ خرید کر اس سے کام نہ لے۔ اس سے محکمہ کا روپیہ بھی ادا ہو جائے گا اور اس شخص پر کوئی الزام بھی نہ آئے گا۔ (تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۶ ج ۸)

اے عورتو! رشتہ داروں سے پردہ میں کوتاہی مت کرو

ایک کوتاہی عورتوں میں یہ ہے کہ ان میں پردہ کا اہتمام کم ہے اپنے عزیزوں رشتہ داروں میں جو نامحرم ہیں (یعنی جن سے رشتہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں) ان کے سامنے بے تکلف آتی ہیں۔ ماموں زاد چچا زاد خالہ زاد بھائیوں سے بالکل پردہ نہیں کرتی ہیں۔ اور غضب یہ کہ ان کے سامنے بناؤ سنگار کر کے بھی آتی ہیں۔ پھر بدن چھپانے کا ذرا بھی اہتمام نہیں کرتیں، گلا اور سر کھلا ہوا ہے اور ان کے سامنے آجاتی ہیں اور اگر کسی کا بدن ڈھکا ہوا بھی ہو تو کپڑے ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سارا بدن جھلکتا ہے، حالانکہ باریک کپڑے پہن کر محارم کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ محارم (یعنی جن سے رشتہ کرنا حرام ہے ان) سے پیٹ اور کمر اور پہلو اور پسلیوں کا چھپانا بھی فرض ہے پس ایسا باریک کرنہ پہن کر محارم (مثلاً بھائی چچا وغیرہ) کے سامنے آنا بھی جائز نہیں جس سے پیٹ یا کمر یا پہلو یا پسلیاں ظاہر ہوں یا ان کا کوئی حصہ نظر آتا ہو۔ شریعت نے تو محارم کے سامنے آنے میں بھی اتنی قیدیں لگائی ہیں۔ اور آج کل کی عورتیں نامحرموں کے سامنے بھی بیباکانہ آتی ہیں گویا شریعت کا پورا مقابلہ ہے۔

بیبیو! پردہ کا اہتمام کرو اور نامحرم رشتہ داروں کے سامنے قطعاً نہ آؤ۔ اور محرم کے سامنے احتیاط سے آؤ۔ (الکمال فی الدین ص ۱۰۸)

مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے

عورتوں کی نااتفاقی (اور باہم لڑائیاں شدید تو نہیں ہوتیں مگر یدید (بی) ہوتی ہیں کہ ان میں آپس میں کشیدگی ہوتی ہے تو زمانہ درازتک اس کا سلسلہ چلتا ہے۔

نیز ان میں ایک بری عادت ایسی ہے کہ جب کسی بات پر لڑائی ہوگی تو پہلے مردے اکھیڑے جاتے ہیں۔ مردوں میں یہ مرض کم ہے مگر عورتیں جن باتوں کی صفائی کر چکتی ہیں دوبارہ لڑائی کے موقع پر پہلی باتوں کو پھر دہراتی ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت کا معاملہ اگر چہ ہلکا بھی ہو تو پہلی باتوں کی یاددہانی سے سنگین ہوجاتا ہے، خصوصاً جب کہ یاددہانی بھی دل خراش الفاظ سے ہو جس میں عورتوں کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ یہ طعن کے موقع پر اپنے احسان کو بھی ایسے عنوان سے جتلاتی ہیں کہ دوسرے کا کلیجہ پاش پاش ہوجائے۔

مردوں اور عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضگی (اور غصہ) کا اثر مارنے پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور عورتوں کی فطرت میں حیاو برودت رکھی گئی ہے۔ اسی واسطے اس ناراضی کا اثر ظاہر ہوجاتا ہے ورنہ درحقیقت اس ناراضی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں، بلکہ زیادہ ہیں۔ ان کو ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے۔ جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے تو ان کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ (دیرپا ہوتا ہے) اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے، اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے۔ اس کو کینہ کہتے ہیں۔ کینہ کا منشا غصہ ہے، سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ۔ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں۔ اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے۔ اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو

کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔ (غوائل الغضب ص ۲۷۴)

عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی

کبھی عورتوں کی لڑائی) کا فساد شدید بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ یہ اپنے آپس کے تکرار (اور لڑائیوں) کو مردوں سے بیان کر دیتی ہیں کہ فلانی نے مجھے یوں کہا اور تجھے یوں کہاں۔ مردوں میں حرارت ہوتی ہے ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے پھر یہ بات ہی تک نہیں رہتے بلکہ ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے قتل اور) خون تک ہو جاتے ہیں! (الانسداد للفساد، ۳۲۷)

عورتوں کی باہمی لڑائیاں

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی۔ اور اس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی۔ ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں مبتلا نہ ہوں۔ ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں، ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جیٹھانی تو پیدا ہی اس لئے ہوئی ہیں (کہ لڑائی کریں)

اور دیکھا جائے تو ان لڑائیوں کی بنیاد صرف اوہام پرستی ہے کسی کے بارے میں ذرا سا شائبہ ہوا اور اسپر حکم لگا کر لڑائی شروع کر دی۔ دوسری نے جب کوئی لڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے ادھر سے سیر بھر لڑائی تھی ادھر سے پانچ سیر بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں۔ اور جب اصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلانی نے کہا تھا کہ وہ بی بی (عورت) تمہاری شکایت کر رہی تھیں۔ سننے والی کہتی ہے کہ میری جلا ہی (نقل کرنے والی عورت پڑوسن) بہت ایماندار ہے بے سنے اس نے کبھی نہیں کیا ہوگا۔

گھروں میں ہمیشہ لڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے۔ کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سنے تو اس بیچ کے واسطے کو قطع کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ تم نے میری شکایت کی ہے؟۔

مسنون طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اس شخص سے ظاہر کر دے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں یہ شکایت ہے اس شخص سے اس کا جواب مل جائے گا، اور اگر وہ شکایت غلط تھی تو بالکل دفعیہ ہو جائے گا۔

اور سنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا اور اسپر کوئی حکم لگا دیا بالکل نصوص (شریعت) کے خلاف اور جہالت ہے اسی موقع کے لئے قرآن شریف میں موجود ہے اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ بدگمانیوں سے بچو بیشک بہت سی بدگمانیاں گناہ ہوتی ہے۔ (حجرات پ ۲۶)

اور ارشاد ہے: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ یعنی (بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے)

ہم نے تو تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سنی ہوئی بات شاید بھی بیچ نکلتی ہو۔ ایک شخص کا قول ہے کہ ایسے واقعات کی روا تھیں کہ جن سے راوی (نقل کرنے والے) کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہو۔ اور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہو تب بھی جب کبھی دیکھا گیا اور تحقیق کی گئی تو تمام باتوں میں چوتھائی بات بھی سچ نہیں نکلی۔ اور ان باتوں کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا جن میں راوی کی ذاتی غرض شامل ہو۔

خانہ جنگیاں (گھریلو لڑائیاں) جہاں کہیں ہیں وہ سب ان ہی بھنگنوں کمہاروں وغیرہ (اس جیسی عورتوں) کی روایتوں کی بنا پر ہیں کہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ کچھ حاشیے اس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں۔ اس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلانی ہماری مخالف ہے۔ بس اس خیال وہ ہم سے کچھ حاشیے (مزید باتیں اور بدگمانی) یہ سننے والی لگا لیتی ہیں۔ بس اچھی خاصی لڑائی ٹھن جاتی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جنگل میں آدمی رات کے وقت اکیلا ہو۔ اوراس کو شیر کا خوف ہو تو جب وہ ایک طرف کو دھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے۔ پھر جب خیال کو ترقی ہوتی ہے تو اسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اور سچ مچ کا شیر بنا جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ صرف وہم کی کارگزاری ہوتی ہے۔ اس طرح سنی سنائی باتوں میں نفس اختراع کرتا ہے (یعنی اپنی طرف سے گڑھ لیتا ہے) کہ اول تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے سے شروع ہوتی ہے۔ پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لئے تیار ہوتی ہے۔ ذرا سا بہانہ پا کر سب اگلی پچھلی باتوں کو تازہ اور خیالات کو واقعات (اور حقیقت) پر محمول کر لیتی ہیں۔ اب بنی بنائی شکایت موجود ہوتی ہے۔

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی باتیں بھی اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہا جائے۔ اکثر عورتیں اپنی دیورانی جیٹھانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا۔ تو کہتی ہیں کہ کیا میں بچی ہوں کیا میں سمجھتی نہیں۔ فلاں کام میرے ہی چڑانے کے لئے کیا گیا تھا، پھر لاکھ سمجھایئے لیکن اس فعل کی جو وجہ اپنے ذہن سے گھڑی ہے وہی رہے گی، اور اسی پر ردے پر ردے رکھتی چلی جائیں گی، اور ذرا دیر میں آپس میں رنج ہو جائے گا۔ اب طرفین سے غیبت شروع ہوگی، اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گی۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں۔ عورتیں غصہ سے مغلوب ہو جاتی ہیں! (غوائل الغضب ص ۲۲۴)

عورتیں اور رسوم کی پابندی

عورتوں کی حالت بہت زیادہ خراب ہے، یہ اپنی ذہن کی ایسی پکی ہوتی ہیں کہ دین تو کیا دنیا کی بھی بربادی کا ان کو خیال نہیں رہتا۔ رسموں کے سامنے اور اپنی ضد کے سامنے چاہے کچھ

بھی نقصان ہو جائے کچھ پرواہ نہیں کرتیں بعضی عورتیں ایسی دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے پاس مال تھا کسی تقریب یا شادی میں لگا کر کوڑی کوڑی کی محتاج ہو گئیں اور ہر وقت مصیبت اٹھاتی ہیں مگر لطف (اور تعجب) یہ ہے کہ اب تک بھی ان رسموں کی برائی ان کو محسوس نہیں ہوئی یوں کہتی ہیں کہ ہم نے فلانے کے ساتھ بھلائی کی۔ اس کی شادی ایسی دھوم دھام سے کر دی، ہماری یہ سب رقم خدا کے یہاں جمع ہے، جیسی جمع ہے آنکھ مچتے ہی معلوم ہو جائے گا، جب دنیا کی تکلیفیں جو کہ ان کے سامنے ہیں ان پر اثر نہیں کرتیں حالانکہ وہ بالکل محسوس ہیں تو آخرت کی تکلیفوں کو وہ کب خیال میں لاتی ہیں جو ابھی مخفی ہیں۔ (منازعہ الہوی ص ۴۳۲)

ایک مرض ان عورتوں میں ہے جو مفسدہ (اور خرابی) میں سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ کہ عورتیں رسوم کی سخت پابند ہیں۔ خاوند کے مال کو بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں۔ خاص کر شادی بیاہ کی رسموں میں۔ اور شیخی کے کاموں میں بعض جگہ صرف عورتیں خرچ کی مالک ہوتی ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے، یا مقروض ہوتا ہے۔ تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہیں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔ مثلاً کسی گھر میں شادی ہوئی تو یہ فرمائش ہوتی ہے کہ قیمتی جوڑا ہونا چاہئے اب وہ سو دو سو روپے میں (اور آج کل کئی ہزار میں) تیار ہوتا ہے مرد نے سمجھا تھا کہ خیر سو دو سو ہی میں پاپ کٹا مگر بیوی نے کہا کہ یہ تو شاہانہ جوڑا ہے، چوتھی کا الگ ہونا چاہئے وہ بھی اسی کے قریب لاگت میں تیار ہوا۔ پھر فرمائش ہوتی ہے کہ جہیز میں دینے کو بیس پچیس جوڑے اور ہونے چاہئے غرض کپڑے ہی کپڑے میں سیکڑوں ہزاروں روپے لگ جاتے ہیں۔ (حقوق الزوجین ص ۵۲، ۳۴۶)

جب برادری میں خبر مشہور ہوتی ہے کہ فلاں گھر میں تقریب ہے تو ہر بی بی کو نئے قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے، کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز (کپڑا بیچنے والے) کو دروازہ پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لیکر اس سے خریدا جاتا ہے۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی

تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے یہ جوڑا محض ریا اور تفاخر کے لے بنتا ہے۔ اس غرض سے مال خرچ کرنا اسراف ہے۔ خاوند پر اس کی وسعت سے زیادہ بلاضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذاء پہونچانا ہے اگر خاوند کی نیت ان فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہونچی کسی کا حق تلف کیا، رشوت لی اور فرمائشیں پوری کیں اب سب گناہوں کا باعث یہ بی بی بنی۔۔۔ ان رسموں کے پورا کرنے میں اکثر مقروض بھی ہوتے ہیں گو باغ ہی فروخت یا گروی ہو جائے اور گو سود دینا پڑے اس میں التزام مالا ملزم (یعنی غیر ضروری کو ضروری سمجھنے کی خرابی) اور نمائش، شہرت اسراف وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لئے یہ بھی ممنوعات میں داخل ہیں ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۵۶، ۵۷)

رسوم ورواج کی جڑ اور بنیاد عورتیں ہیں

جتنے سامان بیاہ شادی کے ہیں سب کی بناء تفاخر اور نمود (شہرت) پر ہے اور یہ تفاخر گو مرد بھی کرتے ہیں مگر اصل جڑ اس میں عورتیں ہی ہیں یہ اس فن کی امام ہیں اور ایسی مشاق اور تجربہ کار ہیں کہ نہایت آسانی سے تعلیم دے سکتی ہیں۔ جو آدمی جس فن کا ماہر ہوتا ہے اس کو اس فن کے کلیات خوب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ایک کلیہ (قاعدہ) میں سب کچھ سکھا دیتی ہیں۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ بیاہ شادی میں کیا کیا کرنا چاہئے تو ایک ذرا سا کلمہ چٹکلہ سا سمجھا دیتی ہیں کہ زیادہ نہیں اپنی شان کے موافق تو کرلو، یہ کلمہ نہیں بلکہ کا ہیا ہے اور کا ہیا بھی ایسی ہے کہ ہاتھی بھی اس میں سما جائے۔ یہ تو اتنا سا جملہ کہہ کے الگ ہوگئیں کرنے والوں نے جب اس کی شرح پوچھی تو وہ اتنی طویل ہوئی کہ ہزاروں جزئیات اس میں سے نکل آئیں جن سے دنیا کی بھی بربادی ہوئی اور آخرت کا بھی کوئی گناہ نہیں بچا۔ انہوں نے تو صرف ایک لفظ یہ کہہ دیا تھا کہ اپنی شان کے موافق کرلو، جسے مردوں نے شرح کرا کرا اتنا بڑھا لیا کہ ریاستیں کی ریاستیں غارت ہوگئیں ہزاروں گناہ کبیرہ سرزد ہوگئے۔ (التبلیغ ص ۹۷، ۹۸ ج ۴)

تمام برائیوں کی جڑ عورتوں کا جمع ہونا ہے

مستورات (عورتوں) کے جمع ہونے میں بہت سی خرابیاں اور گناہ ہیں جو عقل مند دین دار کو مشاہدہ اور غور کرنے سے بے تکلف معلوم ہو سکتے ہیں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ام الفاسد (تمام برائیوں کی جڑ) یہ عورتوں کا جمع ہونا ہے، اس کا انسداد (بندوبست) سب سے زیادہ ضروری ہے۔ (التبلیغ ص ،۹۷،۹۸، ج ۴)

میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو، خربوزہ سے دوسرا خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔

میری رائے بلا شک وشبہ قطعی طور سے یہ ہے کہ ان عورتوں کو ایک جگہ جمع ہی نہ ہونے دیں۔ اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے جمع ہوں جس کو شارع نے بھی ضرورت قرار دیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ مگر اس میں بھی خاوندوں کو چاہئے کہ عورتوں کو اس پر مجبور کریں کہ کپڑے بدل کر مت جاؤ جس طرح اور جس حالت میں باورچی خانہ میں بیٹھی ہو چلی جاؤ۔ (اصلاح الرسوم ۶۸)

تقریبات میں عورتیں چند موقعوں پر جمع ہوتی ہیں اس اجتماع میں جو جو خرابیاں ہیں ان کا شمار نہیں مثال کے طور پر بعض کا بیان ہوتا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۷۷)

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری

ہر مسلمان مرد عورت پر لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے، اور دل وجان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں سادگی سے سیدھے سادھے طور پر کام ہوا کرتے تھے اس کے موافق اب پھر ہونے لگیں، جو مرد اور جو عورتیں یہ کوشش کریں گے ان کو بڑا ثواب ملے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی (اس سنت کے طریقہ کو زندہ کر دیتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ (عضل الجاہلیۃ ص ۳۸۱)

عورتوں سے درخواست

عورتیں چاہیں تو سارے رسوم رواج ختم ہو جائیں

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: میں عورتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کو چاہئے کہ مردوں کو (رسوم) سے روکیں ان کا روکنا بہت مؤثر ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ان قصوں (یعنی رسوم و رواج) کی اصل بانی وہی ہیں جب یہ خود رکیں گی اور مردوں کو روکیں گی تو کوئی بھی قصہ نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ ان کا لب ولہجہ اوران کا کلام بے حد موثر ہوتا ہے ان کا کہنا دل میں گھس جاتا ہے۔اس لئے اگر یہ چاہیں تو بہت جلد روک سکتی ہیں۔ (التبلیغ دواء العیوب ص۹۹)

ذکر اللہ بھی کرنا چاہئے۔ اس کی برکت سے دل کو خدا تعالیٰ سے لگاؤ ہوتا ہے اور نماز میں دل بھی لگتا ہے۔

عورتوں کے لئے ذکر اللہ کے ساتھ ساتھ (تھوڑی دیر) موت کا مراقبہ بے حد مفید ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ پاکستان ص ۱۰۰)

عورتوں کو اہم نصیحتیں

(۱) سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرو اور ضروری مسئلے سیکھو اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرو۔

(۲) ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔

(۳) شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ فال مت کھلواؤ۔

(۴) اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

(۵) بزرگوں کی منت مت مانو۔

(۶) شریعت میں جس سے پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو چاہے کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو جیسے دیور۔ جیٹھ، خالہ کا یا ماموکا یا پھوپھی کا بیٹا۔ یا بہنوئی یا نندوئی یا منھ بولا بھائی یا منہ بولا باپ، ان سے خوب پردہ کرو۔

(۷) خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے ایسا کرتہ کہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں۔ یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔

(۸) لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا (جس سے بدن نہ جھلکے) لباس بناؤ۔ اور ایسے کپڑے کا دوپٹہ ہو۔ اور دوپٹہ دھیان کر کے سر سے مت ہٹنے دو ہاں گھر میں اگر خالی عورتیں ہوں۔ یا اپنے ماں باپ اور حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور (یعنی نامحرم نہ ہوتو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔

(۹) کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔

(۱۰) بیاہ شادی، مونڈن، چلہ، چھٹی منگنی چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ (کیونکہ اس میں بڑے فتنے اور خرابیاں ہوتی ہیں)۔

(۱۱) کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔

(۱۲) کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔

(۱۳) پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔

(۱۴) اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچک وغیرہ ہوتو حساب کر کے زکوۃ نکالو۔

(۱۵) خاوند کی تابعداری کرو، اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گھر کا کام خاص کر اپنے شوہر کی خدمت کرنا عبادت ہے۔

(۱۶) گانا بھی مت سنو۔

(۱۷) اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزآنہ قرآن پڑھا کرو۔

(۱۸) جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے لینا ہو پہلے کسی معتبر عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح بتلائیں تو خرید لو ورنہ مت لو۔

(۱۹) اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو، خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو۔

(۲۰) اپنے کو صاحب کمال (یعنی بزرگ اور بڑا) مت سمجھو۔

(۲۱) جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو، جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔

(۲۲) کسی برے آدمی کی بھی برائی مت کرو، نہ سنو۔

(۲۳) کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار یا چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھو۔

(۲۴) مال وعزت کی حرص لالچ مت کرو۔

(۲۵) بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو۔ اور جب ملنا ہو تو خوش اخلاقی سے ملو۔ اور جب کام ہو جائے تو ان سے الگ ہو جاؤ۔

(۲۶) بات کو بنایا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے فوراً اقرار کرلو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو۔ اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔ (قصد السبیل ص ۱۵ ص ۷ ۳)

عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں

جیسے مرد کامل ہو سکتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں اور جیسے خود مردوں کی نوع (قسم) میں فرق ہے اسی طرح عورتوں میں بھی فرق ہے اور عورتوں کے کامل ہونے کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ جیسے مرد کامل ہوتے ہیں یہ ویسی ہو جائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی استعداد کے موافق کامل ہوسکتی ہیں خواہ مردوں کی برابر نہ ہوں۔

اور عورتوں کے کامل ہونے پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ تو بروئے حدیث ناقص ہیں پھر ان کو کامل کیسے کہا جاسکتا ہے۔

بات یہ ہے کہ عورتوں میں دو قسم کے نقصان ہیں ایک تو مردوں کے مقابلہ میں سو اس کا تدارک تو غیر اختیاری ہے۔ اور اکتساب (یعنی کوشش کرنے) کو اس میں دخل نہیں۔ اور ایک (نقصان) اپنی نوع کے لحاظ سے، اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔ اور وہ اختیاری ہے اور یہ نقصان کمال سے بدل سکتا ہے۔ بہر حال عورتوں کو بھی ایک کمال علمی حاصل ہوسکتا ہے۔ جس کو ایمان کہا گیا ہے دوسرا کمال عملی بھی حاصل ہوسکتا ہے جس کو احسان فرمایا گیا ہے۔ علم و عمل دونوں ضروری ہیں !یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِين۔

ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ حاصل کرو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت میں کمال دین حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے کہ تم کاملین اور راسخین (یعنی جو لوگ دین میں پختہ مضبوط ہوں ان) کے ساتھ ہو جاؤ۔

مردوں کو تو اس طریقہ پر عمل کرنا آسان ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ عورتوں کے لئے اس کا طریقہ کیا ہے۔ اور یہ سوال واقعی بہت ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ عورتیں بھی انہیں بزرگوں سے فیض حاصل کریں جن سے مرد فیض حاصل کرتے ہیں۔ مگر یہ ذرا دشوار ہے کیونکہ اول تو مردوں اور عورتوں کا ساتھ کیا؟ دوسرے پردہ کی وجہ سے شیخ کو ان سے مناسبت کامل نہیں ہوسکتی اور مناسبت کے بغیر نفع کامل نہیں ہوتا۔ اور بزرگوں کے سامنے آنا اور ان سے پردہ نہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں جن عورتوں کا باپ یا شوہر اس قابل ہو وہ ان سے فیض حاصل کرسکتی ہیں مگر سب کے تو باپ اور شوہر کامل نہیں اس لئے یہ طریقہ کافی نہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرد تو کامل مردوں سے فیض حاصل کریں اور عورتیں کامل عورتوں سے فیض حاصل کریں اور قیاس کا اصل مقتضی بھی یہی ہے کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین (اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) اسی طرح عورتوں کو حکم دیا جائے کُونُوا مَعَ الصَّادِقَاتِ (اے عورتو تم سچی عورتوں کے ساتھ ہو جاؤ۔)

مگر اس پر سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صادقین فرمایا ہے اسی طرح عورتوں کو صادقات فرمایا ہے چنانچہ سورۃ احزاب کی ایک آیت إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الآیۃ میں بھی وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ (سچے مرد اور سچی عورتیں) آیا ہے اور صادقین کے معنی کاملین کے ہیں تو صادقات کے معنی کاملات ہوئے۔ اس سے عورتوں کے بھی کامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور واقعی عورتوں کی اصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ جو عورتیں کامل ہوں یہ ان کی صحبت میں رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری عورتوں کے طبقہ میں کہ آج کل ان میں کامل بہت کم ہیں۔

عورتوں کی اصلاح کے طریقے

(۱) عورتوں کی تمام خرابیوں کی اصل جڑ اور بنیاد) ایک ہی امر ہے اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سب باتوں کی اصلاح ہو جائے۔ وہ یہ کہ آج کل بےفکری ہوگئی ہے اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جائے کہ یہ کام جو ہم کرتے ہیں دین کے موافق ہے یا نہیں تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح ہو جائے گی۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۸)

(۲) اصلاح کا طریقہ غور سے سننا اور سمجھنا چاہئے۔ اور اصلاح کا طریقہ علم و عمل سے مرکب ہے۔ اور علم یہی نہیں ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا یا تفسیر پڑھ لی یا نور نامہ یا وفات نامہ پڑھ لیا۔ بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے امراض کا بیان ہو یہ تو علم کا بیان ہوا۔

(۳)اور عمل (دو ہیں)ایک تو یہ کہ زبان روک لو۔تمہاری زبان بہت چلتی ہے تم کو کوئی برا کہے یا بھلا کہے تم ہرگز مت بولو۔اس طرح کرنے سے حسد وغیرہ سب جاتے رہیں گے۔اور جب زبان روک لی جائے گی تو امراض کے مبانی ومناشی (یعنی اسباب) بھی ضعیف اور مضمحل ہو جائیں گے۔

(۴)دوسرا کام یہ کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا چھوٹ جانے والی ہے اور موت کا اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب وکتاب اور پل صراط کا چلنا سب کو تفصیل کے ساتھ روزانہ سوچا کرو اس سے حُبّ جاہ،حب مال (یعنی بڑا بننے کی خواہش اور مال کی محبت)اور تکبر،حرص،غیبت،حسد وغیرہ سب امراض جاتے رہیں گے۔

غرض علاج کا حاصل دو جزء ہیں ایک علمی دوسرا عملی علمی کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں احکام فقہیہ (مسائل) کے ساتھ دل کے امراض مثلاً حسد،تکبر وغیرہ کا بھی بیان ہو۔کم سے کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو۔

اور عملی جزء کا حاصل دو چیزیں ہیں کف لسان (یعنی زبان کو روکنا)اور موت کا مراقبہ۔

لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً (تھوڑا تھوڑا) پڑھے اگر گھر میں عالم موجود ہو۔ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں۔مگر پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا بلکہ ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اور دوسروں کو بھی سناتی رہنا۔میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔(اصلاح النساء ص ۱۹۶)

عورتوں کی مکمل اصلاح کا خاکہ اور دستور العمل کا خلاصہ

(۱) عورتیں کامل ہو سکتی ہیں اور ان کے کمال کا طریقہ یہی ہے کہ اول تو وہ کتابیں دیکھیں جن

میں مسائل اور شرعی احکام کا ذکر ہے ان کو دیکھ کر ہر عمل کے کامل کرنے کا طریقہ معلوم کریں۔اور جن اعمال میں کوتاہی ہورہی ہے اس کی اصلاح کریں یہ تو اصل طریقہ ہے۔

(۲) اور اس میں آسانی پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ ہے کہ اگر کوئی کامل مرد اپنے محارم میں مل جائے (جن سے پردہ نہیں) تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں اس سے اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح کا طریقہ پوچھ کر دل کی اصلاح کریں۔

(۳) اور اگر کوئی مرد ایسا نہ ملے تو کسی کاملہ (عورت) کی صحبت میں رہیں۔

(۴) اور اگر کوئی کاملہ بھی نہ ملے تو اپنے گھر کے مردوں کی اطلاع اور اجازت سے کسی دوسرے بزرگ سے بذریعہ خط و کتابت اپنی اصلاح کا تعلق رکھیں اور اس کو اپنے حالات کی خبر دیتی رہیں۔جو کچھ وہ لکھے اس پر عمل کریں۔اور اپنے گھر ہی میں رہیں۔اور اس کے پاس جانے کی زحمت نہ اٹھائیں۔

(۵) ہاں اپنے گھر پر بزرگوں کے قصے اور ان کے حالات اور ملفوظات اور ان کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھیں اس سے بھی وہی نفع ہوگا جو پاس رہنے سے ہوا کرتا ہے۔

اور اگر مردوں میں سے کسی کو بزرگوں کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو وہ بھی اس طریقہ پر عمل کریں انشاءاللہ اس طرح ان کا بھی دین کامل ہوجائے گا۔(الکمال فی الدین ص ۱۳۰)

یہ صورت تو عورتوں کے اصلاح کی آج کل نہیں ہوسکتی کہ وہ آپس میں ہم جنس (عورت سے) فیض حاصل کیا کریں۔اب تو دو ہی صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ جن عورتوں کے محارم (قریبی رشتہ داروں) میں سے کوئی کامل ہو وہ اس سے فیض حاصل کرے۔

جس کا شوہر کامل ہو وہ اپنے شوہر سے فیض حاصل کرے مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ شوہر تو بعض جگہ غلام ہوتا ہے ورنہ برابر کا دوست تو ہے ہی۔شوہر کی تعظیم و تکریم عورتیں اس درجہ نہیں کرتیں جتنی مربی (پیر) کی تعظیم ہوئی چاہئے اور اس کے بغیر فائدہ نہیں ہوسکتا۔

دوسرے بیوی کوشوہر سے ویسا اعتقاد بھی نہیں ہوتا جیسا دوسروں سے اعتقاد ہوتا ہے گواپنا شوہر کتنا ہی بڑا کامل ہو۔ایسی صورت میں اگر عورتیں اپنے شوہر سے بھی فیض حاصل نہ کرسکیں اوراپنے محارم (قریبی رشتہ دارجن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہوتا ہے) ان میں بھی کوئی کامل نہ ہوتو اب دوسری صورت یہ ہے کہ بزرگوں کی کتابیں اوران کے ملفوظات ومواعظ کا مطالعہ کیا جائے ۔ بزرگوں کی تصانیف اوران کے ملفوظات میں بھی وہی اثر ہوتا ہے جوانکی صحبت میں ہوتا ہے۔ جب پھولوں کا موسم چلا جائے تو اب اس کی خوشبوگلاب سے حاصل کرنی چاہئے ۔گلاب میں بھی پھول کی خوشبومل سکتی ہے۔اسی طرح آفتاب چھپ جائے تو اب چراغ سے روشنی حاصل کرنی چاہئے ۔اہل اللہ کے کلام میں نور ہوتا ہے اس کا اثر ہوتا ہے! (الکمال فی الدین ص ۱۱۰)

بزرگوں کے کلام میں نور ہوتا ہے اور تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بزرگوں کی تصانیف (کتابوں) سے بھی قریب قریب وہی فائدہ ہوتا ہے جوان کے ساتھ رہنے سے ہوتا ہے گو بالکل اس کے برابر نہ ہومگر اس کے قریب ضرور ہوگا۔تو اگر عورتوں کو بزرگوں کی صحبت میسر نہ آسکے تو ان کے ملفوظات اوراحوال موجود ہیں ان کو دیکھتی رہا کریں۔انشاءاللہ تعالی ضرورکمال حاصل ہوگا۔

الحمدللہ اس سوال کا جواب ہر پہلو سے مکمل ہو گیا کہ عورتوں کے لئے معیت صادقین (یعنی سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے) کی کیا صورت ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ جن کے محارم میں کوئی کامل نہ ہووہ اس کی تلاش کریں کہ کوئی عورت کامل فی الحال ملے تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔ اورجس کو دونوں باتیں میسر نہ ہوں وہ بزرگوں کے کلام اور ملفوظات اور قصے اور حالات کا مطالعہ کریں۔

بس اب عورتوں کے لئے بھی میں نے (آیت کی روشنی میں) کمال دین حاصل کرنے کا آسان طریقہ بتلادیا۔آگے ان کی ہمت ہے عمل کریں یا نہ کریں۔(الکمال فی الدین للنساء ص ۱۲۲)

عورتوں کی اصلاح کا آسان طریقہ

عورتوں کی اصلاح کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ دینی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں باقی آج کل ایسا (عملی نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کر کے (ان کی صحبت میں رہ کر اپنے اخلاق درست کرلیں۔عورتوں میں (ایسا ہونا اور ایسی عورت) ملنا تقریباً محال ہے۔خاوندوں کو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

لیکن عورتیں اپنے خاوندوں کی معتقد نہیں ہوتیں اس لئے بس کتاب پڑھایا کریں اور سنایا کریں (اس کے بعد پھر) اصلاح ہو یا نہ ہو ان کو کتاب پڑھ کر سناتے رہیں۔(اگر اصلاح نہ بھی ہو) وہ تو مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ (حسن العزیز ص ۷۴ ج ۲)

عورتیں پیرو شیخ بن کر اصلاح کا کام کرسکتی ہیں یا نہیں؟

جب میں نے چند بزرگوں کے نام کی فہرست لکھی تھی کہ عام لوگ ان میں سے کسی کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔اس وقت میرا جی چاہا کہ چند عورتوں کے نام بھی لکھوں تا کہ عورتیں ان سے فیض حاصل کریں۔مگر عورتوں میں کوئی ایسی نظر ہی نہیں پڑی جس کا نام میں اطمینان سے لکھ دیتا۔اور بعض ایسی بھی تھیں جن کے کمال کی خبر میں سنتا تھا اور اس وقت ان کے متعلق کوئی بات بے اطمینانی کی نہ تھی مگر ان کا نام لکھنے سے چند وجوہ سے رکا۔

(۱) یہ کہ ان کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے تھے۔خود مجھ کو ان کے کمال کی تحقیق نہ تھی اور نہ تحقیق کی کوئی صورت تھی۔بخلاف ان بزرگوں کے جن کے نام شائع کئے گئے تھے کہ ان سب سے میں خود مل چکا تھا۔اور عورتوں کے بیانات پر مجھے اطمینان نہ ہوا کہ نہ معلوم یہ اپنے ذہن میں کمال کیسے سمجھتی ہوں گی اور کس کو کامل سمجھتی ہوں گی۔ان سے یہ بھی بعید نہیں کہ ناقص کو کامل سمجھتی ہوں گی۔

(۲) اگر عورتوں کا نام کاملات کی فہرست میں شائع ہوا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مردوں کو بھی ان سے اعتقاد ہو جائے اور بعضے مردان سے فیض حاصل کرنے جائیں۔

(۳) ممکن ہے کہ عورتیں دور دراز سے ان کی ملاقات و زیارت کے لئے سفر کریں اور ایسا ضرور ہوتا، اور میں عورتوں کے لئے سفر کو پسند نہیں کرتا اور جب عورتیں سفر کر کے ان کے پاس آئیں تو ان بیچاری کا ملاقات کو آنے والی عورتوں کی خاطر مدارات اور مہمانی کرنی پڑتی جس سے ان پر بار ہوتا۔

(۴) پھر آنے والیوں کی خاطر مدارات کے متعلق ان کا ملات (عورتوں) میں اور ان کے شوہروں میں جھگڑا ہوتا شوہر چلّاتا کہ میرے یہاں یہ گاڑیاں کیسے آنے لگیں۔ مردوں کو روز روز عورتوں کے آنے سے پردہ وغیرہ کی تکلیف ہوتی۔ اوران کی آزادی میں خلل پڑتا۔

(۵) اس قدر رجوعات (لوگوں کے متوجہ ہونے) سے کہیں ان کاملات (عورتوں) کا دماغ نہ بڑھ جاتا کیونکہ یہ تعظیم وتکریم وہ بلا ہے کہ اس کے ساتھ کامل سے کامل مرد کو بھی سنبھلنا دشوار ہوتا ہے۔ عورتوں کا دماغ تو بہت ہی بڑھ جاتا کہ ہاں ہم بھی کچھ ہیں۔ تو ان بیچاریوں کا تھوڑا بہت جو کچھ کمال تھا وہ بھی تکبر کے وجہ سے زائل ہوجاتا۔ خیر وجوہات تو میرے ذہن میں بہت سی آئیں مگر سب سے زیادہ مانع پہلی وجہ ہی تھی کہ ان کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے ہوئے تھے اس لئے پوری طرح اطمینان نہ ہوا اور حقیقت میں میرا خیال صحیح نکلا میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس وقت میں نے ان کے نام شائع نہ کئے ورنہ شائع ہوجانے کے بعد بڑی دقت ہوتی۔

عورتوں کو مرد بننے کی تمنا کرنا

حضرت ام سلمہ نے دعاء کی تھی، اور فرمایا تھا۔ یَالَیۡتَنَا کُنَّا رِجَالاً۔ یعنی کاش ہم تو مرد ہوتے کہ مردوں کے متعلق جو فضائل ہیں وہ ہم کو بھی حاصل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡض۔

خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ جو فضائل فطری اور غیر اختیاری ہیں جن کے حاصل کرنے میں کوشش کا

کوئی دخل نہیں ان کی تمنامت کرو۔اور جو چیزیں اکتساب سے تعلق رکھتی ہیں۔یعنی اپنے اختیار سے جوفضائل حاصل کئے جاسکتے ہیں وہ حاصل کرو۔

پس یہ تمنا کرنا کہ ہم مرد ہوتے، خدا پر اعتراض کرنا ہے کہ ہم کوعورت کیوں بنایا،جس کو جیسا بنادیا اس کے لئے وہی بہتر ہے۔

تمہارے ذمہ کوئی کام نہیں اور مردوں کے ذمہ بہت کام ہیں سفر کرو وہ تجارت کرو۔معاش حاصل کرو۔تمام دنیا کے بکھیڑے مردوں کے ذمہ ہیں۔

جمعہ، جماعت، دین کی اشاعت تبلیغ سب مردوں کے ذمہ ہے تمام اہل وعیال کا خرچ ان کے ذمہ ہے۔تمہارے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے اور اسی لئے تمہارا حصہ بھی آدھا ہی مقرر ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی تمہارے لئے زائد ہی ہے اس لئے کہ تمہارے ذمہ کسی کا خرچ نہیں حتی کہ اپنا بھی نہیں وہ بھی مرد ہی کے ذمہ ہے۔

تمہارے لئے تو بہت آسانی ہے، پس عورت ہونا تمہارا مبارک ہوگیا کیا کروں گی درجوں کو لے کر بس نجات ہو جائے غنیمت ہے۔اگر سزا نہ ہو تو بھی بہتر ہے باقی اگر تم درجوں کے کام کروگی تو درجے بھی مل جائیں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تم انبیاء سے بھی بڑھ جاؤ۔

بہرحال تم کو کام بہت کم بتایا گیا ہے اسی لئے تم خوش رہو اور مردوں پر رشک نہ کرو۔نہ مرد بننے کی تمنا کرو۔(وعظ الخضوع، حقیقت عبادت ص۳۱۶)

عورتوں کی ایک بڑی خوبی

عورتوں میں تعریف کی بات یہ ہے کہ ان کو خدا اور سول کے احکام میں شبہ نہیں ہوتا جب سن لیں گی کہ یہ خدا اور رسول کے احکام ہیں گردن جھکا دیں گی چاہے عمل کی توفیق نہ ہو لیکن اس میں شک وشبہ اور اس کی وجہ علت (چون و چرا) کا سوال ان کی جانب سے نہیں ہوتا، بخلاف مردوں کے کہ ان میں اس طرح اطاعت کا مادہ کم ہے۔خاص کر آج کل تو اتنی عقل پرستی بلکہ اکل پرستی (پیٹ پالنے کی فکر) غالب ہوئی ہے

کہ ہر بات کی وجہ پوچھتے ہیں۔ اپنی عقل سے ہر مسئلہ کو جانچتے ہیں اور اس میں رائے زنی کرتے ہیں کہ عقل کے موافق ہے یا نہیں اور عورتوں کی خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن وہ تسلیم کرلیں گی۔

ابھی ایک تازہ واقعہ ہوا ہے کہ ایک معاملہ میں ایک عورت کو جوش وخروش تھا میں نے کہلا بھیجا کہ شریعت کا حکم اس کے متعلق یہ ہے، سنتے ہی گردن جھکادی اور اس کے بعد ایک حرف اس کے خلاف اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ اور جس بات پر انکار تھا فوراً اس کو قبول کرلیا۔ عورتوں میں یہ بڑی خوبی ہے۔ (وعظ الدنیا ملحقہ دنیا وآخرت ص ۸۵)

ایک نیک عورت کا حال

ہمارے قریب میں پانی پت کی عورتیں بہت دیندار سنی جاتی ہیں۔ ان میں بعض لڑکیاں قرآن کی حافظ ہیں اور بعض لڑکیاں شعبہ قرآت کی ماہر ہیں اور قرآن پڑھی ہوئی تو تقریباً سب ہی ہیں۔ نمازی بھی بہت زیادہ ہیں اور اس کے ساتھ دنیا کے اعتبار سے بھی خوشحال ہیں۔ ہر شخص کے یہاں تھوڑی بہت زمین ضرور ہے، کھانے پینے کی طرف سے سب بے فکر ہیں۔ مگر یہ خوشحالی اسی کی بدولت ہے کہ ان میں دنیا کی حرص زیادہ نہیں۔

وہاں کی عورتوں کے بارے میں جہاں تک سنا گیا ہے بہت سادگی سے رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی دلہنیں بھی گیروں کے کپڑے پہن لیتی ہیں اور قیمتی کپڑوں کی زیادہ حرص نہیں کرتیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ساری زمینداری زیور اور کپڑوں ہی میں نیلام ہوجاتی۔ چنانچہ جن قصبات کی عورتوں میں یہ مرض ہے وہاں افلاس (تنگدستی وغربت) آچکا ہے۔ گھر اور زمین تک بنئے کے رہن ہو چکا ہے۔ بھلا ایسے زیور اور کپڑوں سے کیا خوشی ہو جس کے بعد گھر ہی برباد ہو جائے۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ چاہے کھانے کو گھر میں کچھ بھی نہ ہو مگر برادری میں نکلنے کے لئے قیمتی کپڑے اور سونے کا زیور ضرور ہو تاکہ برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں حالانکہ غریب آدمی قیمتی کپڑے پہن کر کچھ معزز نہیں ہوسکتا کیونکہ حقیقت حال سب کو معلوم ہوتی ہے۔ (ہم الآخرۃ ملحقہ دین دنیا ص ۵۲۹)

عورتوں کو علم دین پڑھانے کا فائدہ

میں بقسم کہتا ہوں کہ عورتوں کو دین کی تعلیم دے کر تو دیکھو اس سے ان میں عقل وفہم وسلیقہ اور دنیا کا انتظام بھی کس قدر پیدا ہوتا ہے۔ جن عورتوں کو دین کی تعلیم حاصل ہے عقل وفہم میں وہ عورتیں کبھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جو ایم، اے میمیں ہورہی ہیں۔ ہاں بے حیائی میں وہ ضرور ان سے بڑھ جائیں گی اور باتیں بنانے میں بھی انگریزی پڑھنے والیاں شاید بڑھ جائیں گی مگر عقل کی بات دیندار عورت ہی کی زبان سے زیادہ نکلے گی۔۔۔۔۔۔ شوہر صاحب بیوی میں عیب تو نکالتے رہتے ہیں مگر اس کی تعلیم کا تو اہتمام کریں۔ (التبلیغ ص ۲۱)

دینی تعلیم اور جدید تعلیم کا موازنہ

جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کے برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب (سلیقہ) نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہو۔ اور ایک شخص وہ لیجئے جس پر جدید تہذیب نے پورا اثر کیا ہو پھر دونوں کے اخلاق اور معاشرت اور معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان وزمین کا تفاوت پائیں گے البتہ اگر تصنع وتکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک شئی کا مفہوم اس نے غلط ٹھہرالیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دین دار ایسا ہو جس میں حقیقی تہذیب کی کمی ہو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا ہے۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۰)

مردوں پر عورتوں کی تعلیم ضروری اور واجب ہے

مرد عورتوں کی تعلیم اپنے ذمہ ہی نہیں سمجھتے (حالانکہ) آپ حضرات کے ذمہ ان کی تعلیم بھی ضروری ہے مردوں پر واجب ہے کہ ان کو احکام بتلائیں حدیث میں ہے کہ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ یعنی تم سب ذمہ دار ہو تم سے قیامت میں تمہاری ذمہ داری کی چیزوں سے سوال کیا جائے گا۔

مرد اپنے خاندان میں اپنے متعلقین میں حاکم ہے۔ قیامت میں پوچھا جائے گا کہ محکومین کا کیا حق ادا کیا محض نان نفقہ ہی سے حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ یہ کھانا پینا دنیا کی زندگی تک ہے آگے کچھ بھی نہیں اس لئے صرف اس پر اکتفا کرنے سے حق ادا نہیں ہوتا چنانچہ حق تعالیٰ نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا: یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔

کہ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ یعنی ان کی تعلیم کرو، حقوق الٰہی سکھلاؤ ان سے تعمیل بھی کراؤ۔ تو گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کے معنی یہی ہیں کہ ان کو تنبیہ کرو بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا نہ مانیں تو ہم کیا کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا۔ کھانا ضروری، فیشن ضروری، ناموری ضروری مگر غیر ضروری ہے تو دین، دنیا کی ذرا سی مضرت کا خیال ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر دین کی مضرت (نقصان اور خرابی) پہونچ گئی تو کیسا بڑا نقصان ہوگا پھر اگر وہ مضرت ایمان کی حد میں ہے تب تو چھٹکارا بھی ہو جائے گا مگر نقصان (عذاب) پھر بھی ہوگا گو دائمی نہ ہو اور اگر ایمان کی حد سے بھی نکل گئی تب تو ہمیشہ کا مرنا ہو گیا اور تعجب ہے کہ دنیا کی باتوں سے بے فکری نہیں ہوتی مگر دین کی باتوں سے کس طرح بے فکری ہو جاتی ہے۔ (حقوق الزوجین مطبوعہ پاکستان ص ۳۵ دعوات عبدیت ص ۱۷۰)

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کے بموجب) بڑا چھوٹے کا نگراں ہوتا ہے اور اس سے باز پرس ہوگی تو جس طرح ممکن ہو عورتوں کو دین مرد خود سکھا دیں یا کوئی بی بی دوسری بیبیوں کو سکھا دے اور سکھانے کے ساتھ ان کا پابند بھی بنا دے اس کے بغیر برأت (خلاصی) نہیں ہو سکتی۔ (دعوات عبدیت ص ۸۹)

عورتوں کو دینی تعلیم نہ دینا ظلم ہے

اب تو حالت یہ ہے کہ گھر جا کر سب سے پہلے سوال کرتے ہیں کہ کھانا پکا یا نہیں؟ اگر کھانا تیار ہوا اور نمک تیز ہو گیا تو اب گھر والوں پر نزلہ اتر رہا ہے غرض آج کل مردوں کو نہ عورتوں کے دین کی فکر

ہے نہ دنیا کی فکر ہے بس اپنی راحت کی نکر ہے رات دن عورتوں سے اپنی خدمت لیتے رہتے ہیں۔ کبھی چولہے کی اور کبھی کپڑا سینے کی۔ نہ ان کے دین کی فکر نہ دنیا کی نہ آرام کی نہ راحت کی ان کو جاہل بنا رکھا ہے یاد رکھو یہ بڑا ظلم ہے جو تم نے عورتوں پر کر رکھا ہے ہمیں چاہئے کہ خود بھی کامل بنیں اور عورتوں کو بھی کامل بنائیں جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ پہلے علم دین حاصل کرو پھر عمل کا اہتمام کرو۔ (التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ۲۳ ج ۴)

حدیث طلب العلم

حدیث: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَۃٌ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ دینی تعلیم کے واسطے زیادہ صریح تھی۔ مگر اس میں مسلمہ کی زیادتی ثابت نہیں۔ بلکہ ناواقفوں نے اپنی طرف سے لفظ مسلمۃ حدیث میں اضافہ کر دیا ہے گو معنی صحیح ہے مگر لفظ صحیح نہیں۔ تو میں نے اس مسئلہ میں عورتوں کی تعلیم کو عموم آیت سے مستنبط کرنا چاہا کیونکہ آیات واحادیث کا عموم وخصوص دونوں حجت ہیں۔ (التبلیغ ۲۸۶ ج ۱۴)

عورتوں کو عربی درس نظامی کی تعلیم

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: میں عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں۔ مگر یہ کہتا ہوں کہ تم ان کو مذہبی تعلیم دو اور زیادہ ہمت ہو تو عربی علوم کی تعلیم دو، اور اس کے لئے زیادہ ہمت کی قید اس لئے ہے کہ عربی کے لئے زیادت فہم اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ (ایضاً ۲۲۶ ج ۱۴ ۱۳۱)

در حقیقت بات یہی ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہو سکتے ہیں، عورتیں (عادۃ) نہیں ہوسکتیں۔ جامعیت کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے۔ مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہو رہا ہے آزادی کا زمانہ ہے، ہر ایک خود مختار ہے چنانچہ عورتیں بھی کیسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں۔ ہر علم وفن کی تحصیل کرنا چاہتی ہیں تصنیفیں کرتی ہیں اخبارات میں مضامین بھیجتیں ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ سچ نہیں کہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے۔ جامعیت (یعنی تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کا جامع ہونا یہ) مردوں کا حوصلہ ہے عورتوں کو ان کی ریس کرنا حوصلہ سے باہر بات کرنا ہے اس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونے چاہئے وہ بھی باقی نہیں رہیں گی چنانچہ رات دن اس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۶۷، ۶۸ ج ۷)

عورتوں کے لئے (بہتر یہ ہے کہ) ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کر دیں تا کہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

لڑکیوں اور عورتوں کو عالم کورس کرانا

ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تا کہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں ہے ایک مرتبہ ایک چھوٹی بچی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ! جی چاہتا ہے کہ ایسی لڑکیوں کو عالم بنایا جائے، خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ پہلے بھی عورتیں اہل علم گذری ہیں؟

فرمایا بڑی بڑی عالمہ گذری ہیں، گو اکثر مردوں کے برابر عالم وفقہ حاصل نہیں ہوتا، کچھ کمی سی رہتی ہے مگر اہل علم گذری ہیں۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱)

طالب یا طالبہ کو عالم کورس کرانے میں انتخاب کی ضرورت

مدرّسوں (اور مدرسہ والوں) کو چاہئے کہ ہر طالب علم کو پورا عربی پڑھانا ضروری نہ سمجھیں جس کے اندر مناسبت دیکھیں اور فہم سلیم پائیں اس کو سب کتابیں پڑھا دیں، اور جس کو مناسبت نہ ہو اس کو بقدر ضرورت مسائل پڑھا کر کہہ دیں کہ جاؤ دنیا کے دھندے میں لگو (گھر کے کام دیکھو) مگر آج

کل مدرسہ والے اس کا بالکل خیال نہیں کرتے ، کیا جتنے طلباء اور طالبات) مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں سبھی کو علم سے پوری مناسبت ہوتی ہے؟ ہر گز نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ طلباء (وطالبات) کا انتخاب نہیں کرتے ۔ ایسے لوگوں کے لئے ایک مقدار متعین کر لینا چاہئے کہ اس سے آگے ان کو نہ پڑھایا جائے ۔ اور وہ مقدار ایسی ہو جو دین کے ضروری ضروری مسائل جاننے کے لئے کافی ہو جو طالب علم (یا طالبہ) حریص و دنی الطبع ہیں ان کو ضروری علم سے آگاہ کر دو پورا مولوی نہ بناؤ (یعنی پورا عالم کورس نہ کراؤ) یہ بڑی ملی ہے کہ سب کو پورا عالم بنادیا جائے چاہے اس کی طبیعت کیسی ہو ۔

سلف صالحین بھی انتخاب کر کے پڑھاتے تھے ، اور تعجب نہیں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے (یعنی جن کے اندر لیاقت نہیں ہے) ان کے پڑھانے والوں سے بھی (قیامت میں) باز پرس ہو ۔ جب کہ قرائن سے معلوم ہو کہ یہ ایسے نااہل ناکارہ) ہوں گے ۔ لندن میں ایک جماعت انتخاب کنندگان کی ہے وہ جس کو جس کے قابل دیکھتے ہیں اسی کی تعلیم دیتے ہیں ، اسی طرح مدرسہ والوں کو کرنا چاہئے ۔ (اصلاح انقلاب ص ۴۳ / ۲ ج ۱)

لڑکیوں کو حفظ قرآن کی تعلیم

لڑکا ہو یا لڑکی جب سیانے ہو جائیں ان کو علم دین پڑھائیں قرآن شریف بڑی چیز ہے کسی حالت میں ترک نہ کرنا چاہئے ، یہ خیال نہ کریں کہ وقت ضائع ہوگا ۔ اگر قرآن شریف پورا نہ ہوا آدھا ہی ہو یہ بھی نہ ہوا خیر کی طرف سے ایک ہی منزل پڑھادی جائے اس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی ، ایک منزل پڑھانے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟ قرآن پاک کی یہ بھی برکت ہے کہ حافظ قرآن کا دماغ دوسرے علوم کے لئے ایسا مناسب ہو جاتا ہے کہ دوسرے کا نہیں ہوتا یہ رات دن کا تجربہ ہے ۔ (حقوق الزوجین وعظ العاقلات الغافلات)

عورتوں کو کون سے علوم اور کتابیں پڑھائی جائیں

میں کہتا ہوں ان کو مذہبی تعلیم دیجئے فقہ پڑھایئے تصوف پڑھایئے ۔ قرآن کا ترجمہ وتفسیر

پڑھایئے جس سے ان کی ظاہری باطنی اصلاح ہو۔عورتوں کے لئے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف جنت کی طمع اور شوق، دوزخ سے ڈر اور خوف پیدا ہو۔اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے بقدر کفایت ضرور دینا چاہئے وہی تعلیم اخلاق کی اصلاح کرنے والی ہے جس سے ان کی آخرت اور دنیا سب درست ہو جائے ، عقائد صحیح ہوں عادات درست ہوں معاملات صاف ہوں۔ اخلاق پاکیزہ ہوں!(التبلیغ ص ۲۶۳ ۲۷)

ضرورت ہے کہ بچیوں کو نئی تعلیم (انگریزی) وغیرہ کے بجائے پرانی تعلیم (یعنی اسلامی تعلیم) دیجئے تاکہ وہی تعلیم ان کے رگ وپے میں رچ جائے پھر آپ دیکھیں گی وہ بڑی ہو کر کیسی باحیا،سلیقہ دار،شعار دیندار اور سمجھ دار ہوں گی۔(ایضا ص ۸۰)

عورتوں کا کورس اور نصاب تعلیم

ضروری ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا کورس کسی محقق عالم سے تجویز کراؤ، اپنی رائے سے تجویز نہ کرو۔(حقوق الزوجین ۳۰۷)

لڑکیوں کے لئے نصاب تعلیم یہ ہونا چاہئے کہ پہلے قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جائے۔ پھر دینی کتابیں سہل زبان میں جن میں دین کے تمام اجزاء کی مکمل تعلیم ہو، میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں۔بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کے لئے مفید ہے۔اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقی کا مطالعہ ہمیشہ رکھیں۔مفید کتابوں کے مطالعہ سے بھی غافل نہ رہیں۔(اصلاح انقلاب ص ۲۷۲)

عورتوں کے پاس ایسی کتابیں پہونچاؤ جن میں دین کے پورے اجزاء سے کافی بحث ہو۔عقائد کا بھی مختصر بیان ہو، وضو اور پانی ناپاکی کے بھی مسائل ہوں نماز روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، بیع و شراء کے بھی مسائل ہوں، اصلاح اخلاق کا طریقہ بھی مذکور ہو، آداب اور سلیقہ (وتہذیب) کی باتیں

بھی بیان کی گئی ہوں۔ یہ بات مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان سے بھی مواخذہ ہوگا۔ (حقوق الزوجین ص ۱۰۲)

عورتوں کے نصاب کا خاکہ وخلاصہ
بہشتی زیور کی اہمیت، افادیت، خصوصیت

عورتوں کے نصاب میں چند رسالے ایسے ہونے چاہئے جن میں۔

(۱) عقائد ضروریہ ہوں۔

(۲) دینیات کے مسائل طہارت نماز، روزہ زکوۃ، حج اور نکاح، طلاق (حقوق) اور بیع وشراء وغیرہ کے ضروری احکام ہوں۔

(۳) اور کچھ قیامت کے واقعات (احادیث وغیرہ) ہوں۔

(۴) نیک بیبیوں (عورتوں) کی مختصر سی تاریخ، سیرت، حالات وواقعات ہوں۔

(۵) اور کچھ سلیقہ کی باتیں سینے پرونے (کھانے پکانے) وغیرہ کی جو خانہ داری کے لئے ضروری ہیں۔

(۶) کچھ بیماریاں اور ان کے علاج کا بھی بیان ہونا چاہئے کہ بال بچے والے گھر میں اس کی بھی ضرورت ہے۔

یہ ہے نصاب کامل جس کی تعلیم نسواں کے لئے ضرورت ہے ان سب کے لئے بہشتی زیور کے مکمل حصے بہت کافی ہیں اور اگر بہشتی زیور نا پسند ہو تو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہوں جمع کر لینا چاہئے یا بہشتی زیور ہی میں جو ناپسند ہو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ حذف کر دیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ جو عبارت کاٹی جائے یا بڑھائی جائے اسے حاشیہ پر ظاہر کر دیا جائے کہ اصل میں یوں تھا اور اب عبارت یوں بنائی گئی ہے اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو۔

یا یہ کہ آپ اپنی عبارت میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیجئے۔ میں اپنے دوستوں کو ایک اشتہار دیدوں گا کہ وہ بہشتی زیور کو ترک کر دیں اور یہ نئی کتاب جو اس کے ہم مضمون ہے بجائے

اس کے لے لیں ، پھر دوسرے علماء کے رسائل کا انتخاب کر لو مگر اسی شرط سے کہ ان میں عبادات، معاملات، ترہیب وترغیب اور اخلاق وتہذیب کے مضامین اور معاشرت کی ضروری باتیں بھی ہوں ۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۰)

عورتوں کو دنیاوی فنون اور دست کاری کی تعلیم کی اجازت ہے

یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کے لئے ہرگز زیبا نہیں ۔ البتہ دنیاوی فنون میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دست کاری یہ مناسب ہے (بلکہ آج کل ضروری ہے کہ اگر کسی وقت کوئی سر پرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے تو کما سکے ۔ (اصلاح انقلاب)

لڑکیوں کو انگریزی اور جدید تعلیم

تعلیم سے میری مراد ایم اے، بی، اے نہیں ہے یہ ایم اے، بن کر کیا کریں گی ۔ یہ تو میمیں ہیں ۔ اور بی اے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ بی تو خود ہیں ۔ اسے پڑھانے کی کیا ضرورت ہے آج کل یہ بھی ایک رواج چلا ہے کہ عورتوں کو بھی ایم، اے، بی، اے بناتے ہیں کیا ان کو نوکری کرنا ہے جو اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کی جائیں ۔؟

جدید تعلیم کا ضرر

یہ جدید تعلیم تعلیم نہیں بلکہ تمہیل ہے اور عورتوں کے لئے تو نہایت ہی مضر ہے یہ تعلیم تو جہل سے بھی بدتر ہے، جہل میں اتنی خرابیاں نہیں جتنی اس تعلیم میں ہیں عورتوں کے لئے تعلیم کا وقت بچپن کا وقت ہے مگر آج کل شہروں میں بچپن ہی سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دیجاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس تعلیم کے آثار و نتائج ان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتے ہیں ۔ پھر دوسری کوئی تعلیم ان پر اثر کرتی ہی نہیں لڑکیوں کی مثال بالکل کچی ۔۔۔ نرم لکڑی کی سی ہے اس کو جس صورت پر قائم کر کے خشک کر دو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی ۔ جب بچپن ہی سے نئی تعلیم دی گئی، نئے اخلاق سکھائے گئے، نئی وضع نئی قطع، نیا طرز معاشرت ان کی نظروں

میں رہاتو وہ اسی میں پختہ ہوگئیں، بڑی ہوکر ان کی اصلاح کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ (التبلیغ ص ۸۰ ج ۷)

بعض عورتیں بھی میموں کی تقلید کی حرص کرنے لگی ہیں۔ چنانچہ سر پر ایک کنگھا لگاتی ہیں جس سے بال بکھرتے نہیں اور بال بھی انگریزی رکھتی ہیں۔ مگر اب سنا ہے کہ میمیں چٹیا کاٹنے لگی ہیں بس تم بھی چٹیا کاٹنے لگو تو وہ لعنت کا کلمہ صادق آجائے گا جو عورتیں کو سنے کے وقت کہا کرتی ہیں کہ" تیری ناک چٹیا کاٹوں گی۔ (ایضاً ۲۲۰ ج ۴)

جدید تعلیم بے حیائی کا دروازہ ہے

افسوس ہے کہ ایک فطری اچھی خصلت کو بگاڑ اجار ہا ہے دیہات میں دیکھئے کہ بھنگن و چمارن سے بھی خطاب کیجئے تو وہ منہ پھیر کر اول تو اشارہ سے جواب دے گی، مثلاً راستہ پوچھئے تو انگلی اٹھا کر بتائے گی اور اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے سے الفاظ میں مطلب ادا کر دے گی، نہ اس میں القاب ہوں گے نہ آداب نہ ضرورت سے زیادہ الفاظ نہ آواز نرم ہوگی بلکہ اس طرح بولے گی جیسے کوئی زبردستی بات کرتا ہے دیہات والوں میں طبعی اخلاق موجود ہوتے ہیں انحراف کے اسباب وہاں نہیں پائے جاتے، حیا عورت کے لئے ایک طبعی امر ہے اور عورت کے لئے یہ طبعی بات ہے کہ غیر مردوں سے میل جول نہ کرے اور کوئی ایسی بات قول یا عمل میں اختیار نہ کرے جس سے میل جول یا کشش پیدا ہو اور یہی شریعت کی تعلیم ہے، قرآن مجید کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کہ محبت والفت، حق تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ الخ یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو شریعت فطرت کے بالکل موافق ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل طبیعی اخلاق سے بعد (دوری) ہو گیا ہے اور جو باتیں بری سمجھی جاتی تھیں وہ اچھی سمجھی جانے لگیں حتی کہ اس قسم کے مضامین اور ایسے خیالات وجذبات جن سے خوامخواہ میلان پیدا ہو آج کل ہنر سمجھے جانے لگے ہیں، اس سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہئے یہ اثر اس نئی تعلیم کا ہے اللہ محفوظ رکھے! (التبلیغ ص ۳۷ و ۷۹)

عورتوں کے لئے یورپ اور امریکہ والوں کا جدید تعلیم کے نقصان کا اقرار

آج کل یورپ اور امریکہ سے زیادہ عورتوں کی تعلیم میں کوئی قوم آ سے نہیں مگر یورپ تو عورتوں کی تعلیم سے پریشان ہو گیا کیونکہ وہ اب مقابلہ کرتی ہیں اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرتی ہیں اب ان کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو دنیا کی تعلیم نہ دینی چاہئے (ایسی جدید تعلیم یافتہ عورتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ) مردوں کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ عورتوں سے خدمت لے سکیں۔ روز خلع وطلاق کا بازار گرم رہتا ہے اور عورتیں ہر دن عدالت پر کھڑی رہتی ہیں، پھر چاہے خطا عورت ہی کی ہو مگر فیصلہ اکثر مرد کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر حکام عورتوں ہی کو مظلوم سمجھتے۔ (التبلیغ ص ۲۲۸ ج ۱۴)

عورتوں کو منطق وفلسفہ پڑھانے کی ضرورت نہیں

ایک جنٹ صاحب نے اپنے تجربہ کی بنا پر کہا تھا کہ میں نے یہ تجویز پاس کی ہے کہ عورتوں کو جامع معقولات ومنقولات نہیں پڑھانا چاہئے، معقولات (منطق وفلسفہ) تو صرف مردوں ہی کو پڑھنا چاہئے۔ عورتوں کو صرف منقولات (یعنی قرآن وحدیث اور فقہ) پڑھانا چاہئے۔

مجھ سے ایک جنٹلمین صاحب ملے جو علوم عربیہ میں بڑے قابل تھے وہ کہتے تھے کہ میں گھر میں لڑکوں کو تو سب علوم پڑھاتا ہوں دینیات بھی اور فلسفہ بھی۔ مگر لڑکیوں کو سوائے دینیات کے کچھ نہیں پڑھاتا۔ کیونکہ عورتوں کی اصلاح صرف علوم دینیات پر اکتفا کرنے میں ہے۔ علوم زائدہ پڑھانے میں ان کی سلامتی نہیں، تجربہ سے یہ زوائد ان کے لئے مضر ثابت ہوئے۔

عورتوں کو تاریخ پڑھانا

اگر کمال حاصل کرنے کے لئے ان کو تعلیم دی جاتی ہے تو بھلا یہ بھی کوئی کمال ہے کہ فلاں راجہ مر گیا۔ فلاں بادشاد فلاں سنہ میں ہوا تھا۔ فلاں جگہ اتنے دریا ہیں فلاں موقع پر اتنے گاؤں ہیں،

کلکتہ ایسا شہر ہے بمبئی میں اتنی تجارت ہوتی ہے۔ سے عورتوں کی تعلیم کے لئے دینی مسائل سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں۔ اگر تاریخ پڑھائی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور محض بزرگوں کے حالات پڑھانے چاہئے جس کا اثر ان کے اخلاق پر بھی اچھا ہو، مگر آج کل تو ان کو دنیا بھر کے قصے پڑھائے جاتے ہیں جس کا بہت ہی برا نتیجہ ہوتا ہے۔ (التبلیغ ص۸۱ ج۲۱)

عورتوں کو جغرافیہ پڑھانا

بعض لوگ عورتوں کو جغرافیہ پڑھاتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا نفع۔ اگر یہ ضرورت بتلائی جائے کہ ان میں روشن دماغی پیدا ہوگی تو میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جی ہاں بجا ہے اور یہی مصلحت ہے کہ اگر بھاگنے کا ارادہ کریں تو کوئی دقت بھی نہ ہو کیونکہ جغرافیہ سے ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ادھر غازی آباد جنکشن ہے ادھر لکھنؤ ہے۔ یہاں سے دہلی اتنی دور ہے اور اس کا راستہ یہ ہے۔ اور دہلی میں اتنے سرائے اور اتنے ہوٹل ہیں جس طرف کو چاہو چلے جاؤ اور جہاں چاہو ٹھہر جاؤ، بتلاؤ عورتوں کو جغرافیہ پڑھنے سے بھاگنے میں آسانی ہوگی یا نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی نفع ہو تو میں سننا چاہتا ہوں۔ بیان کے بعد ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں اپنی مستورات کو جغرافیہ پڑھاتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ حماقت ہے اب لڑکیوں کو جغرافیہ نہیں پڑھاؤں گا۔

میں کہتا ہوں کہ جغرافیہ اور تاریخ سلاطین کے کام کی ہے۔ سب مردوں کو ان علوم کا پڑھانا فضول ہے۔

ایک جنٹ صاحب اپنے تجربہ کی بناء پر کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے عورتوں کو کچھ نفع نہیں۔ آج کل کے نوجوانوں پر علماء کا قول حجت نہیں مگر ایسے لوگوں کا قول تو ضرور حجت ہے جو ان کے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے۔ (التبلیغ ص۱۶۹ ج۱۴ ص۶۳ ج۷)

عورتوں کو ناولیں اخبار اور ادھر اُدھر کی کتابیں ہرگز نہ پڑھائیں ورنہ ان کے اخلاق خراب ہو جائیں گے

بعض لوگ عورتوں کو ناول اور مخش قصوں کی کتابیں پڑھاتے ہیں یا پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں اس سے جس قدر فتنہ برپا ہوتا ہے حیاداروں پر مخفی نہیں ہے۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۲۱)

عورتوں کو اگر تعلیم دیجائے تو سب سے پہلے ناولوں اور خراب قصوں کا داخلہ اپنے گھر میں بند کرو، ان ناولوں کی بدولت شریف گھرانوں میں بڑے بڑے قصے ہو چکے ہیں۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۲۱)

آج کل عورتیں کرتی یہ ہیں کہ اردو کی کتابیں خرید لیں، ناول خرید لئے معجزہ آل نبی خرید لیا (ایک رسالہ کا نام ہے) خدا جانے یہ کس نے گھڑا ہے۔ حضرت علی کی اس میں اہانت ہے عورتیں شوق سے مناتی ہیں سمجھتی ہیں کہ اس میں بڑا ثواب ہے بزرگوں کے قصے ہیں اور بہت سے اس قسم کے قصے ہیں، ساین نامہ درخت کا معجزہ، ایک چہل رسالہ چھپا ہے اس میں بیہودہ قصے ہیں اور پھر تعریف یہ کہ بعض قصوں کی نسبت لکھ دیا ہے کہ جو ان قصوں کو پڑھے گا اسپر دوزخ حرام ہو جائے گی۔ (حقوق الزوجین ص ۲۱)

بس عورتوں کو دین تو پڑھائیں مگر جغرافیہ وفلسفہ ہرگز نہ پڑھائیں باقی اخبار اور ناول پڑھانا تو عورتوں کے لئے زہر قاتل ہے، یہ نہایت سخت مضر ہے اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۲۱)

اب تو غضب یہ ہے کہ عورتیں ناول پڑھتی ہیں جس سے اخلاق بہت ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ ان ناولوں کی بدولت شرفاء کے گھروں میں بھی بڑے بڑے شرمناک واقعات ہو چکے ہیں۔ مگر اب بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں میں کہتا ہوں کہ ان ناولوں سے تو وہ پرانی کتابیں قصہ گل بکاولی و چہار درویش (وغیرہ کتابیں جن میں فرضی قصے کہانیاں ہیں وہ) غنیمت ہیں اگر چہ میں ان کے دیکھنے

سے بھی سختی سے منع کرتا ہوں مگر واللہ ان ناولوں سے وہ ہزار درجہ بہتر ہیں۔ ان کے برابر وہ اخلاق کو خراب نہیں کرتیں، قصے گو ان میں بھی خرافات ہیں مگر اختلاط کی تدبیریں اور وصول الی المقصود (یعنی غلط کام تک پہنچنے) کے حیلے ان میں ایسے ہیں جو نہایت دشوار ہیں۔ مثلاً شاہزادہ کا گل بکاولی کے باغ میں پہنچنا کیسے ہوا کہ راستہ میں ایک دیو ملا اس کو اس نے ماموں بنایا۔

اس کو رحم آیا اور اس نے باغ میں پہنچا دیا اسی طرح اور بھی تمام صورتیں ہیں جو انسان کے قبضہ کی نہیں خدا ہی چاہے تو ان طریقوں سے مقصود میسر آ سکتا ہے اور ان کمبخت ناولوں میں تو ایسی سہل ترکیبیں لکھی ہیں جن سے ہر شخص کا نام لے سکتا ہے۔ مثلا یہ کہ عاشق نے کسی جلاہن یا کسی نائن کو لالچ دیا کہ میں تجھ کو اتنے روپئے دوں گا تو فلاں لڑکی سے مجھے ملا دے اب یہ ترکیب ایسی آسان ہے کہ جس کے پاس روپیہ ہو وہ اس سے بآسانی کام نکال سکتا ہے کیونکہ ایسی عورتیں بہت جلد لالچ میں آجاتی ہیں نہ ان میں دین ہے نہ حیا نہ کسی کی آبرو کا ان کو خیال۔ ان کے ذریعہ سے گھروں میں کچھ سے کچھ واقعات ہو جانا بڑی بات نہیں، اس لئے میں ان ناولوں کو گل بکاولی وغیرہ سے بھی بدتر جانتا ہوں۔

خدا کے واسطے اپنی عورتوں کو ان ناپاک کتابوں سے بچاؤ اور ناول کو ہرگز اپنے گھر میں نہ گھسنے دو۔ اگر کہیں نظر بھی پڑے تو فوراً جلا دو۔ یہ نہایت سخت مضر ہے۔ اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۷)

لڑکیوں کے لئے شعر شاعری اور نظمیں پڑھنے کی اجازت نہیں

بعض عورتیں نعت کی کتابیں منگاتی ہیں اور ان میں کہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔ کہیں حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے ان کتابوں میں بہت سے اشعار خلاف شریعت ہوتے ہیں جن کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔ (التبلیغ ص ۸۲ ج ۷)

بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اشعار یاد کرائے جاتے ہیں وہ ان کو گاتی ہیں۔ اور

لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف کے اشعار ہیں ان سے اخلاق کی درستی ہے۔شعر اشعار کا پڑھنا عورتوں کے لئے ٹھیک نہیں بلکہ فتنہ ہے۔(دعوات عبدیت ص۱۴۹)

اجنبی عورت یا امر مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہوتو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔(حقوق النساء)

لڑکیوں وعورتوں کولکھنا سکھانا کب سکھائیں اور کب نہ سکھائیں

رہا لکھنا سکھانا تو یہ نہ واجب ہے نہ حرام ہے۔اس کولڑکیوں کی حالت دیکھ کر تجویز کیا جائے۔جس لڑکی میں بے باکی نہ معلوم ہو، چھیپ اور حیا وشرم ہو اس کولکھنا سکھا دو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ضرویات زندگی کے لئے اس کی بھی حاجت پیش آتی ہے۔

اور جس میں بے باکی اور آزادی ہو اور خرابی کا اندیشہ ہوتو نہ سکھلاؤ(کیونکہ) مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجب سے (یعنی ایسے منافع سے جن کا حاصل کرنا واجب نہ ہو) اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھائیں اور نہ خود لکھنے دیں۔اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔(دعوات عبدیت ص۱۲۶)

لڑکیوں کوآزادعورت سے تعلیم ہرگز نہ دلانا چاہئے

مستورات شہروں میں جو یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو میمیں گھر پر آکر پڑھاتی ہیں اس کو سختی سے بند کر دینا چاہئے ، میں کانپور میں سنا کرتا تھا کہ آج کل فلاں عورت بھاگ گئی اور کل فلاں کی بیٹی بھاگ گئی۔یہ صرف اس کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کو پڑھانے کے لئے میم گھر پر آتی تھی تو یہ ہرگز نہ چاہئے ! آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں اور یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و

جذبات کا آدمی پر ضرور اثر ہوتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی اور بے باکی ان لڑکیوں میں بھی آئے گی۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۱)

اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو (وصف) عورت کا ہے وہ حیا اور انقباض طبعی ہے۔ یہی تمام خیر کی کنجی ہے جب یہ نہ رہا تو پھر اس سے نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہر چند کہ اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ (یعنی جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو) عام ہے لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم بہنسبت مردوں کے عورت کیلئے زیادہ ہے اس لئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہے۔

اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور مکتب کی لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔ (حقوق الزوجین ص ۲۳۲)

سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ ودیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پیشانی میں موجود ہوتا ہے، لیکن مستور ہوتا ہے، نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہوجاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سوسو حیلے کرو، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے، تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے، ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ جمائے، اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو مسلط کر دیا، انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ

سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے ، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرما لیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ۔ (سورہ الاعراف، آیت:201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقوی اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالآبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اوردر و د و نعت ختم الانبیا ء کیو ا سطے
اور سب اصحاب وآل مجتبیٰ کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے
بالخصوص ان اولیائے باصفاکے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الہدیٰ کے واسطے
حاجی امداداللہ ذوالعطاکے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزاکے واسطے
شیخ عبدالباری شہ ِبے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے
شاہ عضدالدین عزیزدوسراکے واسطے
شہ محمد اور محمد ی اتقیا کے واسطے

شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے
بوسعید اسد اہل وراکے واسطے
نشہ نظام الدین بلخی مقتداکے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبد قدوس شہ صدق وصفا کیواسطے
اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمدعارفِ صاحب عطاء کیواسطے
احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیراولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علاالدین صابر بارضا کیواسطے
شہ فریدالدین شکرگنج بقاکے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے
شہ معین الدین حبیب کبریا ء کے واسطے
خواجہ عثمان با شرم وحیاکے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارساکے واسطے
شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محتر م شا ہِ وِلا کے واسطے
احمد ابدال چشتی باسخا کے وا سطے
شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کیواسطے
خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کیواسطے
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے

شیخ حسن بصری امام اولیا ء کیواسطے
ہا دی عالم علی شیر خدا کیواسطے
سرورعالم محمد مصطفےٰ کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کیو اسطے
یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے
کررہا ئی کا سبب اس مبتلا کیو اسطے
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے
ہے عبادت کا سہا ر ا عابدو ں کیو اسطے
ہے عصا ئے آہ مجھ بے دست وپا کیواسطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے
اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیواسطے

❁❁❁❁

معمولات

صبح و شام

معمولات اوران کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کوان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں ۔راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پرسالکین طریقت و عاشقان حق کی رہنمائی کاادنی فریضہ انجام دیتاہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے ۔تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کوشروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ ______ ۳،بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْه ______ ۱۰۰بار

درودشریف۔ ______ ۱۰۰بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ______ ۲۰۰بار

اِلَّا اللّٰہ۔ ______ ۴۰۰,ار

اَللّٰہُ اللّٰہ۔ ______ ۶۰۰,بار

اَللّٰہُ۔ ______ ۱۰۰بار

تلاوت کلام پاک کم ازکم ایک پارہ مع سورۂ یسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔

ایک منزل۔

❁❁❁❁

شام کے معمولات

استغفار۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

درودشریف۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

سورۂ اخلاص،سورۂ فلق ،سورۂ ناس،تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ــــــــ ۳،بار

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ــــــــــــ ۱۰۰،بار

درودشریف۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

اَللّٰہُ اللّٰہ۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

اللّٰہ۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

کم ازکم سورۂ یسین شریف کی تلاوت،زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہرروز۔ ــــــــــــــــــــ ایک منزل

سورۂ اخلاص،سورۂ فلق ،سورۂ ناس،تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

درودشریف۔ ــــــــــــــــــــــــ ۱۰۰،بار

سورۂ اخلاص،سورۂ فلق ،سورۂ ناس،تین تین مرتبہ۔

❁❁❁❁

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ______ ۱۰۰، بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ ______ ۱۰۰، بار

طبقۂ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ______ ۳۳، بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ______ ۳۳، بار

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ ______ ۳۳، بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ______ ۳۳، بار

استغفار۔ ______ ۳۳، بار

درود شریف۔ ______ ۳۳، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔

❁❁❁❁

نصیحت

جو شخص ان معمولات کو بلا ناغہ پابندی سے پڑھے اور ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ کا بھی اہتمام کرے وہ دنیا میں جہاں بھی اور جس ماحول میں بھی رہے گا ان شاءاللہ بتدریج اسے دین پر ضرور استقامت کی دولت حاصل ہوگی اور تمام بلاؤں ، بیماریوں، حوادث ،سحر ،نظر بد،جن وشیاطین کے حملوں سے محفوظ رہے گا،اگر قسمت کا چھوٹا اور بدنصیب ہے تو روز بروز اس کا نصیب اچھا ہوتا چلا جائے گا، جسے تجربہ کرنا اور آزمانا ہو آزما کر دیکھ لے۔

(حضرت مولانا) **محمد علاءالدین صاحب** قاسمی مدظلہ العالی
خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)
۲۹ ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات
بمطابق ۳۰ جون ۲۰۲۲ء

{مؤلف کا تعارف}

نام : محمد علاء الدین قاسمی ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔

ولادت و پیدائش : مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع
دربھنگہ بہار (انڈیا)

ابتدائی تعلیم :

ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلیٰ تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی)

فراغت : سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں:

فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات :

خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

❁❁❁❁

مؤلف کی مشہور کتابیں

۴۳۔عذاب قبراوراحوال برزخ ودوزخ۔
۴۴۔اصلاح کے قیمتی موتی۔
۴۵۔اصلاح وتزکیہ کے پراثرارشادات۔
۴۶۔گناہوں سے نجات جلد سے جلد پالیجئے۔
۴۷۔زبان کے بڑے بڑے گناہ۔
۴۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے واقعات۔
۴۹۔اعتکاف کے فضائل ومسائل۔
۵۰۔عورتوں کی اصلاح کی روشنی۔

❁❁❁❁

﴿بیعت سے آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے﴾

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کر دیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آ جا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں ،تو بالکل صاف وشفاف ،میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی ، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے بلا پس وپیش میرے اندر کود پڑ بس ، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہو کر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھو کر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کر دے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

نوٹ:

اس مضمون کو طباعت کے وقت بیک فرنٹ پر ڈالیں

❁❁❁❁